یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

بحمد اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

(سورۂ احزاب ۵۶)

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

الصلوٰۃ والتسلیم علیٰ سید المرسلین

تصنیفِ گرامی

ابو العتیق علامہ غلام نبی ہمدمی

ناشر

شعبۂ نشر و اشاعت دار العلوم جامعہ عتیقیہ رضویہ (رجسٹرڈ) کلاسوالہ
ضلع سیالکوٹ

بحمد اللہ تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَلصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ عَلَیْکَ

یا افضل الانبیاء والمرسلین

اَلصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن

مصنّفہ

ابو العتیق علامہ غلام نبی ہمدمی

ناشر

شعبہ نشر و اشاعت دار العلوم جامعہ عتیقیہ رضویہ (رجسٹرڈ) کلاسوالہ
ضلع سیالکوٹ

سالِ اشاعت ۱۴۱۲ھ — قیمت = ۱۵/- روپے

جملہ حقوق بحقِ مُصنّف محفوظ ہیں

نام کتاب ——— الصّلوٰۃ والتّسلیم علیٰ سیّد المرسلین

نام مُصنّف ——— ابوالعتیق علاّمہ غلام نبی ہمدمی

موضوع ——— صلوٰۃ وسلام بحرفِ نداء

صفحات ——— ۷۲

سالِ اشاعت ——— ۱۴۱۲ سنہ ھج / ۱۹۹۲ سنہ ء

تعداد ——— ۵۰۰

ناشر ——— شعبۂ نشر و اشاعت دارالعلوم جامعہ عتیقیہ رضویہ
کلاسوالہ ضلع سیالکوٹ،

کتابت ——— القمر بنوانہ ضلع سیالکوٹ

مطبع ——— زمزمہ پرنٹنگ پریس سیالکوٹ فون ۸۲۷۴۶

ہدیہ ——— -/۱۵ روپے

اِنتساب

محبِّ محترم جناب غازی عبدالشکور صاحب مدظلہ

ناظمِ اعلیٰ جامعہ غوثیہ رضویہ (رجسٹرڈ) سوکنونڈ ضلع سیالکوٹ

کے نام!

جن کا حسنِ ظن میری اس ذہنی کاوش کا محرک بنا۔

اور جن کی حوصلہ افزائی سے کتاب ھٰذا کی تشکیل و تکمیل

ہوئی۔ اللہ کریم موصوف محترم کو دنیا و آخرت میں

خیرِ کثیر سے نوازے۔ آمین ثم آمین!

فقیر محمد

تقریظاتِ گرامی

عالمِ باعمل صوفیِ باصفا حضرت علامہ ابوداؤد محمد صادق صاحب مدظلہ
خطیبِ اعظم زینۃ المساجد دارالسلام گوجرانوالہ (پاکستان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیزم مولینا غلام نبی صاحب کی کتاب "صلوٰۃ وتسلیم" کو مختصر وقت میں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ الحمد للہ مولانا موصوف نے شرح وبسط سے اس موضوع پر دلائل کا ذخیرہ مہیا فرما دیا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ علم وعمل میں مزید برکت اور خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔ آمین

میں وہ سُنی ہوں جمیلِ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی پکارے الصلوٰۃ والسلام

ابوداؤد محمد صادق
زینۃ المساجد گوجرانوالہ

فاضل مکرم عالم بے بدل حضرت علامہ ابو البیان محمد سعید احمد مجددی صاحب مدظلہ

خطیب اعظم مرکزی جامع مسجد نقشبندیہ ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ

۹۲ — ۷۸۶

حضرت علامہ مولانا غلام نبی ہمدمی مدظلہ العالی اہل سنت کے ایک ممتاز و معروف عالم دین اور با عمل صوفی بزرگ ہیں، علاقہ بھر میں ان کی دینی خدمات کا عملی ثبوت موجود ہے، حضرت قبلہ عالم ہمدم قدس سرہ سے روحانی نسبت نے ظاہر و باطن کو خوب جلا بخشی ہے۔

صاحب علم بھی ہیں اور صاحب قلم بھی، قال اور حال کے امتزاج نے ماشاء اللہ عشق رسالت (علی صاحبہا الصلوات) کا خوب رنگ چڑھایا ہے۔ آپکی زیر نظر تصنیف کا چند مقامات سے مطالعہ کیا، بحمدہ تعالیٰ کتاب کو اسم بامسمّٰی پایا، مسئلہ صلوٰۃ وسلام اور ندائے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سیر حاصل دلائل و حوالہ جات سپرد قلم فرمائے ہیں، قارئین کو اس کتاب میں علم و حکمت کے تابدار موتی بھی ملیں گے اور عشق و محبت کے سدا بہار پھول بھی۔

دعا ہے کہ مولا تعالیٰ بہ طفیل حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب کو عوام و خواص میں مقبولیت عامہ عطا فرمائے اور حضرت علامہ کو مغفرت تامہ سے نوازے اللھم آمین بجاہ النبی الامین، اللھم صل علی سیدنا محمد و علی آلہ قدر حسنہ و جمالہ و جودہ و نوالہ و بارک وسلم

العبد الفقیر محمد سعید احمد مجددی غفرلہ گوجرانوالہ

12.12.91

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی غلام فرید صاحب مدظلہ رضوی سعیدی ہزاروی
جامعہ فاروقیہ رضویہ تعلیم القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ

بندہ نے حضرت علامہ مولینا غلام نبی صاحب ہمدمی دامت برکاتہم کا ایک رسالہ جس کا نام ہے "الصّلوٰۃ والتسلیم علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین" ۔ بعض بعض مقام سے پڑھا۔ عدیم الفرصتی کی وجہ سے بالاستیعاب نہیں پڑھ سکا۔ بہر حال جس جس مقام کو پڑھا اُس کو ایمان افروز اور گستاخ سوز پایا۔ ماشاء اللہ تعالیٰ حضرت علامہ نے بے شمار حوالہ جات سے اس کو مزین فرمایا ہے، نہایت مدلل ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبولیتِ عامہ عطا فرمائے اور حضرت علامہ کے لیئے ذریعہ نجات بنائے آمین یا رب العٰلمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین۔

غلام فرید رضوی سعیدی ہزاروی
جامعہ فاروقیہ رضویہ فاروق گنج
گوجرانوالہ
۷ / ۱۲ / ۹۱

باسمہ الشریف

استاذ العلماء حضرت علامہ محمد شریف صاحب ہزاروی مد ظلہ

مدرسہ فاروقیہ رضویہ تعلیم القرآن گوجرانوالہ

حضرت علامہ موصوف کا رسالہ محررہ مسئلہ صلوٰۃ وسلام کے چیدہ چیدہ مقامات بندہ نے پڑھے، رسالہ مذکورہ کو مسلک اہل سنت کے لیے نہایت مفید اور بد مذہبوں گستاخوں کے لیے تازیانۂ تادیب پایا۔

مولیٰ کریم بجاہ النبی الامین مولانا کی اس سعی کو قبول فرمائے اور رسالہ مذکور کو قبولیت عامہ سے نوازے۔ آمین

خادم اہل سنت محمد شریف ہزاروی عفی عنہ

فاضل نوجوان حضرت مولانا ابو المنیر محمد بشیر احمد صاحب مرتضائی ہمدمی

(فاضل درس نظامی ایم، اے اسلامیات)

مہتمم جامعہ عربیہ حنفیہ رضویہ تعلیم القرآن (رجسٹرڈ) سنہسرہ گورائیہ ضلع گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

اما بعد

مخدوم اہلسنت عظیم المرتبت استاذی المکرم پیر طریقت حضرت علامہ مولانا غلام نبی صاحب ہمدمی دامت برکاتہم اہل سنت کے ایک مایۂ ناز خطیب

ادیب، محقق ممتاز باعمل صاحبِ طریقت عالمِ دین ہیں اور شیخ المشائخ فنافی الرسول حضرت علامہ مولانا الحاج حافظ قاری پیر مہر محمد خاں ہمدم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز ہیں اور جامعہ عتیقیہ رضویہ کے بانی و مہتمم اعلیٰ ہیں۔ علاقہ میں آپ کی دینی و روحانی خدمات کا عملی ثبوت موجود ہے۔

آپ کی زیرِ نظر کتاب بنام "الصلوٰۃ و التسلیم" جس میں جنابِ والا نے حرفِ ندا کے ساتھ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں درود و سلام پیش کرنے پر دلائل کا عظیم ذخیرہ جمع فرما کر حضور سرورِ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنی والہانہ عقیدت و محبت اور نجاتِ اُخروی کا سامان مہیا فرمایا ہے۔

کتاب جس اخلاص و محبّت کے ساتھ تصنیف کی گئی ہے اور جس محنت سے مستند کتب کے حوالہ جات اور مندرجات کو نقل کیا ہے اور سب سے ماسوا کہ جس جذبۂ عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت لکھی گئی ہے وہ کتاب کی ہر سطر میں نمایاں ہے اور ثابت کیا ہے کہ صحابہ کرام کا نعرہ بھی حرفِ ندا کے ساتھ یارسول، یانبی، یامحمد تھا۔ اس نعرہ کو صحابہ کرام ہر مشکل وقت میں لگایا کرتے تھے۔

درود و سلام ہر مسلمان کے نزدیک آبِ حیات ہے، وہ آبِ حیات کہ ہزاروں آبِ حیات اس پر قربان ہو جائیں۔

درود و سلام ایک ایسا اسمِ اعظم ہے، جیسے اسمِ اعظم سے سارے کام خواہ دنیا کے ہوں خواہ آخرت کے، سب کے سب ہو جاتے ہیں اسی طرح درود و سلام سے بھی سارے کام پورے ہو جاتے ہیں۔ درود و سلام پڑھنے سے

حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی ہے اور حضور درود و سلام پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے یہ سعادت صرف اور صرف ہم سنیوں کو ہی اللہ رب العزت نے نصیب فرمائی ہے ؎

میں وہ سُنی ہوں جمیلِ قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا اَلصّلوٰۃ وَالسّلام

لیکن شومیٔ قسمت، آج نام نہاد مسلمان جن کے دلوں میں حضور علیہ السلام کی دشمنی، حسد اور بغض موجود ہے اس بابرکت سعادت سے نہ صرف رو کتے ہیں بلکہ پڑھنے والوں کو مشرک اور بدعتی کہہ کر اپنی عداوت کا کھلم کھلا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ ان بدبختوں کو اپنا تاریخی واقعہ یاد ہونا چاہیئے۔

وہ یہ کہ جس وقت جواہر لال نہرو سعودی عرب کے دورے پر گیا تو ان کے بڑوں نے دنیا کے کھوٹے سکے اور لالچ کی بنا پر ایک ایسے خبیث مسلمانوں کے دشمن ظالم اور ناپاک انسان نہرو کا استقبال کرتے ہوئے بایں الفاظ نعرہ بلند کیا کہ مرحبا نہرو یا رسول السلام" (نعوذ باللہ) یہ ہے انکی توحید جس میں مشرک کافر انسان کو تو حرفِ ندا یا رسول السلام کے ساتھ پکارتے ہیں۔ لیکن قلبی درد اس وقت ہوتا ہے جب ہم ہمدمی مستانہ نعرہ بلند کرتے ہیں (یا رسول یا نبی) ؎

شرک ٹھہرے جس میں کہنا "یا رسول"
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیئے

آخر میں میں تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا اشد ضروری ہے تاکہ عشق و محبت کے پھول ہر وقت حاصل ہوتے رہیں۔ دعا ہے کہ مولا تعالیٰ بصدقہ محبوب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کتاب کو عوام و خواص کے لیے مشعل راہ اور حضرت استاذی المکرم کے لیے توشۂ نجات بنائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین

طالب دعا

فقیر ابو المنیر محمد بشیر العدد تھانائی حمادی

جامع مسجد حنفیہ سنہسرہ گورائیہ ضلع گوجرانوالہ

۹۱-۱۲-۲

زیر نظر تصنیف جو اخی المعظم حضرت علامہ ابو العتیق غلام نبی ہمدمی مدظلہ کی ذہنی کاوشوں اور قلبی احساسات کا نتیجہ ہے، میں تمام عبارات و مندرجات مبنی بر حقائق ہیں جن میں فاضل مصنف نے حرف ندا ء کے ساتھ ہدیہ صلوٰۃ وسلام سے متعلق عاشقین اور مخالفین کے اکابر کی باحوالہ تحریروں سے واضح ثبوت مہیا کیا ہے کہ حضور شافع یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حرف ندا ء کے ساتھ پکارنا جائز اور مستحسن ہے جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی عشق و محبت کا حسین اظہار ہے۔

ع
اللہ کرے عشق رسول اور زیادہ

یہ کتاب ہمارے اسلامی ادب میں ایک قابل قدر اضافہ ہے جس کا ہر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہونا لازمی ہے اور موجب خیر و برکت بھی۔

احقر محمد نذیر درانی ہیوانہ

درود و سلام بحضور خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام

امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دُولہا پہ دائم درُود
نوشۂ بزمِ جنّت پہ لاکھوں سلام

مہرِ چرخِ نبوّت پہ روشن درُود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام

عرش کی زیب و زینت پہ عرشی درُود
فرش کی طیب و نزہت پہ لاکھوں سلام

فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد درُود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

کنزِ ہر بیکس و بے نوا پر درُود
حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام

پرتوِ اسمِ ذاتِ اَحد پر درُود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام

ربِّ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درُود
حق تعالیٰ کی مِنّت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درُود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

اُن کی باتوں کی لذّت پہ لاکھوں درُود
اُن کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

رفعِ ذکرِ جلالت پہ ارفع درُود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام

پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درُود
یادگاریِ اُمّت پہ لاکھوں سلام

سیدھی سیدھی روش پر کروڑوں درُود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام

اُن کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درُود
اُن کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین
والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین
وعلی الہ واصحابہ اجمعین ط
اما بعد

بلاشبہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ درود وسلام ہے اور اس کا پڑھنا جائز اور درست ہے۔

مگر اس پرفتن دور میں بعض لوگ توحید واسلام کے دعویدار حرف ندا یا کے ساتھ اس درود وسلام کو شرک اور حرام وناجائز قرار دیتے ہیں اور حرف ندا (یا) کے ساتھ اس درود پاک کے پڑھنے والے کو مشرک کہتے ہیں۔ جو سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے ایسے لوگوں کو وہابی دیوبندی کہا جاتا ہے جو اس درود وسلام کو شرک کہہ کر روکنے میں شب وروز کوشش میں رہتے ہیں اور عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے ہیں (معاذ اللہ) (تقویۃ الایمان مصنفہ اسمٰعیل دہلوی)

صحابہ، تابعین، محدثین اور ائمہ دین یعنی جمہور اہل اسلام سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرکار کی ظاہری زندگی میں اور بعد از وفات شریف حرف ندا کے ساتھ پکارنے

کو جائز سمجھتے ہوئے پکارتے چلے آرہے ہیں اور صحابہ کرام، ائمہ اسلام اور عام
مسلمانوں کا معمول رہا ہے اور ہے۔

لیکن وہابی دیوبندی اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ "غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے"
وہ کہتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (سورہ المومن)
مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنوں گا لیکن برعکس اس کے آج ہم دیکھتے ہیں
کہ اکثر جاہل اٹھتے بیٹھتے غیر اللہ کے نعرے لگاتے ہیں اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
اَغِثْنِیْ یَاغَوْثَ الْاَعْظَم (وغیرہ) علاوہ ازیں اور قسم قسم کے شرکیہ کفریہ قصیدے
نعتیں غزلیں نظمیں پڑھتے ہیں۔

"رسالہ گیارہویں ص ۲۲ جمعیۃ تبلیغ غرباء اہلحدیث کراچی
سلسلہ تبلیغ نمبر ۲۹ مصنفہ مولوی حافظ ابو محمد عبدالغفار دہلوی"

وہابی اور سُنّی میں فرق

وہابی دیوبندی حبیب کبریا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
غیر اللہ کہہ کر یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہنے پر شرک کا فتویٰ لگا دیتے ہیں جبکہ ہم سرکار
کو غیر اللہ نہیں بلکہ رسول اللہ ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ (سورہ فتح)

یعنی محمد اللہ کا رسول ہے۔

ایک عام مسلمان بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نہیں مانتا بلکہ رسول اللہ
مانتا ہے تو جب یَارَسُوْلَ اللّٰہ کہے کہ اے اللہ کے رسول، سرکار کو اللہ کا رسول
کہہ کر پکارا پھر شرک کیسے ہوا!

اصل بات یہ ہے کہ کفار اور مشرکین مکہ اپنے جھوٹے خداؤں (بتوں) کو یالات، یا عزیٰ، یا ہبل کہہ کر پکارتے تھے، اُن کے عقیدہ میں اُن کے بت خدا تھے اور انہیں خدا سمجھ کر پکارتے تھے جس کی بنا پر قرآن پاک نے انکی تردید فرمائی اور باطل خداؤں کو حرفِ ندا کے ساتھ پکارنے پر منع فرمایا اس لیئے کہ جب وہ خدا ہی نہیں تو خدا کہہ کر پکارنا کس طرح جائز تھا۔

معلوم ہوا کہ غیر خدا کو اللہ اور معبود جان کر پکارنا ناجائز ہے نہ یہ کہ رسول کو رسول اللہ جان کر پکارنا ناجائز ہو۔ مگر وہ وہابیت ہی کیا ہے جو بتوں کی آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کر کے کافر اور مشرک نہ بنا دے۔

ایسے لوگوں کو حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے شریر الخلق فرمایا ہے۔

وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ یَرَاھُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰہِ وَقَالَ اِنَّھُمُ انْطَلَقُوْا اِلٰی اٰیَاتٍ نَزَلَتْ فِی الْکُفَّارِ فَجَعَلُوْھَا عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ؎

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۰۲۴)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایسے لوگوں کو بدترین مخلوق فرماتے تھے جو ایسی آیات جو کفار کے بارے میں نازل ہیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہوں۔

خدا اور غیر خدا کو پکارنا

امام الوہابیہ امام ابن قیم جلاء الافہام میں لفظ دعاء کی تحقیق میں فرماتے ہیں:۔

اَلدُّعَاءُ نَوْعَانِ دُعَاءُ عِبَادَةٍ وَدُعَاءُ مَسْئَلَةٍ اَلْعَابِدُ دَاعٍ وَالسَّائِلُ دَاعٍ (جلاء الافہام ص۱۸)

دُعاء یعنی پکارنے کی دو قسمیں ہیں اور یہ دونوں طرح کی پکار قرآن میں موجود ہے ایک دعاء بمعنی عبادت اور دُوسری دُعاء بمعنی سوال جیسے کہ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ (سورہ قصص رکوع ۱۲ - آیۃ ۸۸)

ترجمہ - اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو نہ پوج، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں۔ (کنز الایمان)

اِس آیۃ مبارکہ کے تحت تفسیر جلالین میں لَا تَدْعُ بمعنی (لا) تَعْبُدُوْا ارشاد فرمایا ہے یعنی بغیر خدا کو نہ پوجو۔

اس مقام پر علامہ صاوی اپنی تفسیر صاوی شریف میں فرماتے ہیں :-

(قولہ تعبد) اشارہ بذٰلِکَ اِلٰی اَنَّ الْمُرَادَ بِالدُّعَاءِ الْعِبَادَۃُ وَ حِیْنَئِذٍ فَلَیْسَ فِی الْاٰیَۃِ دَلِیْلٌ عَلٰی مَازَعَمَہُ الْخَوَارِجُ مِنْ اَنَّ الطَّلَبَ مِنَ الْغَیْرِ حَیًّا اَوْ مَیِّتًا شِرْکٌ فَاِنَّہٗ جَھْلٌ مُرَکَّبٌ لِاَنَّ سُؤَالَ الْغَیْرِ مِنْ حَیْثُ اِجْرَاءِ اللّٰہِ النَّفْعَ اَوِ الضَّرَّ عَلٰی یَدِہٖ قَدْ یَکُوْنُ وَاجِبٌ لِاَنَّہٗ مِنَ التَّمَسُّکِ بِالْاَسْبَابِ وَلَا یُنْکِرُ الْاَسْبَابَ اِلَّا جَحُوْدٌ اَوْ جَھُوْلٌ۔ (تفسیر صاوی ج ۳ صفحہ ۲۱۵)

یعنی لَا تَدْعُ (تعبد) میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ یہاں مراد دُعا سے عبادت ہے اور اس میں یہ دلیل نہیں۔ جیسا کہ خارجی سمجھتے ہیں،

کہ غیر اللہ سے مانگنا زندہ ہو یا مُردہ شرک ہے کہ یہ جہل مرکب ہے کیونکہ غیر اللہ سے سوال اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں نفع اور نقصان دیا ہے، ضروری ہے کیونکہ یہ تمسک بالاسباب ہے اور اسباب کا انکار نہیں کرتا مگر جو منکر اور جاہل ہو۔"

دُوسری آیۃ مُبارکہ، وَاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۔ (سورہ جن آیت نمبر ۱۱)

(ترجمہ) اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اس کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔ (کنز الایمان)

اس آیۃ مُبارکہ کے تحت علامہ صاوی مالکی اپنی تفسیر صاوی شریف جلد نمبر ۴ صفحہ ۲۴۳ پر فرماتے ہیں۔

اَیْ لَا تَعْبُدُوْا غَیْرَ اللّٰہِ فَھُوَ تَوْبِیْخٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ فِیْ عِبَادَتِھِمُ الْاَصْنَامَ ۔

یعنی غیر اللہ کی عبادت نہ کرو۔ پس اس میں مشرکوں کو بتوں کی عبادت کرنے میں زجر و توبیخ کی گئی ہے۔

"اور اس قسم کی دُوسری آیتوں میں دُعا سے مراد عبادت ہے جن میں غیر خدا کی عبادت کرنے سے منع کیا گیا ہے۔"

دُوسری قسم دُعا بمعنی سوال ہے۔ چنانچہ عبادت کرنے والے کو بھی "داعی" کہا جاتا ہے اور سائل کو بھی "داعی" کہا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی کی عبادت

کرنا شرک ہے لیکن کسی سے مانگنا یا سوال کرنا شرک نہیں، جن لوگوں نے کبھی قرآن حکیم میں غور و فکر کیا ہے اُن پر مخفی نہیں ہے کہ کفار و مشرکین کا اپنے بتوں کے متعلق کیا عقیدہ تھا وہ ان کو اِلٰہ مانتے تھے اور عبادت کیا کرتے تھے، اگر آج بھی کوئی کسی کو اِلٰہ مانے اور عبادت کرے خواہ جس کو مان رہا ہے اور عبادت کرتا ہے انسان ہو یا غیر انسان، زندہ ہو یا مُردہ اس کو پکارنا خواہ دُور سے ہو یا نزدیک، شرک ہے۔

لیکن کسی کو محض ندا کرنا جب منادیٰ کے متعلق ندا کرنے والے کا یہ عقیدہ نہ ہو شرک نہیں، اور اس کو بھی مُشرک قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے اور زیادتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو دُعا (پکارنا) شرک ہے وہ ہر حال میں شرک ہے اور جو شرک نہیں وہ کسی حال میں بھی شرک نہیں، انسان اور غیر انسان، زندہ اور فوت شدہ نزدیک اور دُور کی قیود سب من گھڑت ہیں۔

آپ غور فرمایئے اگر دُور سے پکارنا ہی شرک ہو تو کیا کسی بُت کے پاس بیٹھ کر اسے پکارنا شرک نہیں ہوگا۔ اگر آپ کہیں کہ یہ بے جان ہیں اس لئے ان کو نزدیک سے پکارنا بھی شرک ہے۔ تو آپ کا ان لوگوں کے بارہ میں کیا ارشاد ہے جو زندہ فرعون کو اس کے سامنے کھڑے ہو کر پرستش اور عبادت کیا کرتے تھے اور اس کے رُوبرُو فریاد کیا کرتے تھے یقیناً وہ بھی مُشرک تھے اگرچہ وہ دُور سے اور بے جان کو پکار نہیں رہے تھے۔

تو جو چیز مابہ الامتیاز ہے وہ یہ ہے کہ پکارنے والا جس کو پکار رہا ہے اس کے متعلق اس کا عقیدہ کیا ہے اگر وہ اس کو اِلٰہ معبُود اور خدا یقین کرتا ہے

تو یہ شرک ہے خواہ دُور ہو یا نزدیک ہے، وہ زندہ ہو یا مردہ اور قرآن کریم نے بارہا اس کی تصریح کی ہے وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ کسی کو اللہ کے ساتھ خدا سمجھ کر مت پکارو۔

اسی لئے بارگاہِ رسالت میں عرض حال کرنا یا صلوٰۃ وسلام پیش کرنا شرک نہیں۔

کیونکہ کوئی کلمہ گو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اِلٰہ (خدا) نہیں سمجھتا اور نہ حضور کی عبادت کرتا ہے بلکہ ہر نماز میں کئی بار عرض کرتا ہے۔ کہ

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(ضیاء القرآن)

تو ثابت ہوا کہ خدا کو خدا سمجھ کر پکارنا عبادت ہے اور غیر خدا کو مخلوق سمجھ کر پکارنے میں اجازت ہے جیسا کہ کوئی اپنی ماں یا باپ بھائی بہن یا بیوی یا بیٹے بیٹی یا دوست کو پکارے خواہ دُور سے یا قریب سے کہ وہ اللہ کی مخلوق سمجھ کر پکار رہا ہے۔

اور اس طرح سے پکارنے کا اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم دیا ہے۔

وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ

(ترجمہ) کہ محبوب! لوگوں کو اپنے رب کی طرف بلاؤ (سورہ قصص آیہ ۸۷)

دُوسرا مقام وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ اور بلانے والے ہیں اللہ کی طرف اس کے حکم سے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ پرندوں کو ذبح کرنے کے بعد
ان مردہ پرندوں میں سے ایک ایک کو پکارو تو یہاں مردوں کو پکارنے کا
اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا فَادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ
سَعْيًا ۔ (سورہ بقرہ) کہ تم ان مردہ جانوروں کو پکارو وہ تمہارے پاس
دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اگر مردوں کو بھی جبکہ خدا نہ سمجھا
جائے، پکارا جائے تو شرک نہیں۔

جیسا کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کی فتح کے بعد کنوئیں
میں پڑے ہوئے مشرکوں کے لاشوں پر ابوجہل وغیرہ مردوں کو پکارا
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عرض کرنے پر حضور نے فرمایا کہ یہ
تم زندوں سے زیادہ سنتے ہیں ۔ (بخاری شریف)۔
تو پکارنا جب ہی شرک ہوگا جب کسی کو خدا کے علاوہ خدا سمجھ کر پکارا جائے۔
اور جب کوئی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا محبوب رسول سمجھ کر
حرف ندا "یا" کے ساتھ درود و سلام پیش کرے تو بھی بالکل جائز ہے شرک
نہیں۔

چنانچہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی
تعمیل ہے جو فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝

کہ اللہ تعالیٰ تمام مومنوں (حضور کی امت) کو سرکار پر صلوٰۃ و سلام پیش کرنے
کا حکم دے رہا ہے صَلُّوا میں صلوٰۃ اور وَسَلِّمُوا میں سلام کا حکم دیا ہے۔

جبکہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ میں یہ دونوں صیغے پائے جاتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل ہو رہی ہوتی ہے۔

وہابیّت و دیوبندیّت کا رُخ نازیبا اپنے آئینہ میں

وہابیہ کے مایہ ناز علامہ وحید الزمان اپنی کتاب "ہدیۃ المہدی" میں تحریر فرماتے ہیں کہ دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں اور یہی اُن آیات میں مُراد ہے جن میں لفظ دُعا وارد ہُوا ہے۔

اور دُعا لغوی — نداء کے معنوں میں ہے تو یہ مُطلقاً غیر اللہ کے لیے جائز ہے خواہ زندہ کو پکارا جائے خواہ فوت شدہ کو، برابر ہے اس کا اثبات نابینا کی اس حدیث میں ہے۔

۱۔ یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ،

یعنی یا محمد! (صلّی اللہ علیک وسلّم) میں اپنے پروردگار کی طرف آپ کی توجّہ چاہتا ہوں۔

۲۔ دُوسری حدیث میں ہے یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ یعنی اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

۳۔ حضرت ابنِ عُمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا اُنہوں نے کہا:-

وَامُحَمَّدَاہُ

۴۔ جب رُوم کے بادشاہ نے شہیدوں کو نصرانیت کی طرف بُلایا تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا یا مُحَمَّدَاہُ

۵ - ہمارے اصحاب میں سے ابنِ جوزی نے روایت بیان کی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا عمراہ، یا عمراہ، یا عمراہ یہ روایت ابن حبان نے کی ہے۔

سیّد (نواب سید محمد صدیق حسن بھوپالوی) نے بعض تالیفوں میں کہا ہے

قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

ابنِ قیّم مددے قاضیِ شوکاں مددے

یا رسول اللہ کہنا شرک نہیں

مولٰینا اسحاق نے مائۃ مسائل میں یہاں نبی اور دوسروں کی ندا کے درمیان فرق کیا اور کہا کہ:-

"نبی کو پکارنا جائز ہے جبکہ نیّت صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی ہو۔"

میں کہتا ہوں۔ ممکن ہے مُردہ اپنی قبر کے پاس سن لیتا ہو مگر اس کا سماع یقینی نہیں اور اگر اسے پکارنے والا دُور سے پکارے اور اس کی محبّت میں وارفتہ ہو جیسے عاشق اپنے غائب معشوق کو حاضر متصوّر کر کے پکارتا ہے اور پکارنے والا کوفہ میں اور وہ بصرہ میں ہو تو اس سے وہی ظاہر ہوتا ہے جو عوام الناس کہتے ہیں یعنی یا رسول اللہ، یا علی، یا غوث تو اس اکیلی ندا ر سے ان پر شرک کا حکم نہیں دیا جائے گا اور کیسے دیا جا سکتا ہے جبکہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بدر کے مقتولوں کو فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں کہتے ہوا پکارا تھا۔ عثمان بن حنیف کی حدیث میں آیا ہے ا۔
یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ رَبِّیْ یعنی یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔
بیہقی اور جزری نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ایک روایت میں ہے یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ یعنی یا رسول اللہ! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں (عربی متن صہ۲۳)

ہدیۃ المہدی صہ۴۹ تا ۵۱ - علامہ وحید الزماں (اردو)
مطبوعہ اسود آفسٹ پریس فیصل آباد

اب کیا فرماتے ہیں علمائے نجدیہ وہابیہ اہلِ حدیثیہ و دیابنہ بیچ اس مسئلہ کے جو اُن کے وحید الزماں نے وہابیت و نجدیت کے سترکیہ قلعہ کو مسمار کر کے نعرۂ رسالت بلند کر دیا اور مسلکِ حق اہلِ سُنّت کو حق ثابت کر دیا اور گھر کے بھیدی نے لنکا کو ڈھا دیا۔ ع
اِس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

۵

رہے گا یُوں ہی اُن کا چرچا رہے گا ۔۔۔ پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے
(امام اہلِ سنّت اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ)

اور یہ لیجئے اُن وہابیہ کے مایہ ناز مولوی عبد المجید خادم سوہدروی ضلع گوجرانوالہ

(شاگرد مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی) مصنف کراماتِ اہلحدیث اپنی کتاب ہادی السُّبل المعروف رہبرِ کامل کے سب سے آخری صفحہ پر حلیہ مُبارک کے عنوان کے تحت اپنی کتاب کا اختتام اِن شعروں پر کرتے ہیں ؎

یَا صَاحِبَ الْجُمَالِ وَیَا سَیِّدَ الْبَشَرْ
مِنْ وَّجْهِكَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَرْ
لَا یُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(رہبرِ کامل ص ۲۷۲)

اب فرمایئے کہ یا صاحب الجمال اور یا سید البشر کہنے سے طبع نازک پر شرک کا اثر تو نہیں ہوا اور اگر نہیں ہوا تو جو یا صاحب الجمال ویا سید البشر ہیں ہم اُن کی بارگاہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ عرض کرتے ہیں جس سے بھی شرک نہیں ہوتا۔

اور یہ ہیں اہلحدیث (وہابیہ) کے نہایت ہی مہتمم بالشان عُمدۃ المفسّرین زبدۃ المحدثین نواب سید محمد صدیق حسن خاں بھوپالوی جو اپنی کتاب الدَّاءِ وَالدَّوَاءِ میں پاؤں کا سُن ہوجانا" عنوان کے تحت لکھتے ہیں:-

"اس بارے میں ابن السنّی نے ایک اثر ابن عباس سے روایت کیا ہے اور نیز ابن عُمر سے۔

جب سُن پڑجائے پاؤں تو اس شخص کو یاد کرے جو سب سے زیادہ اس کو لوگوں میں محبوب ہے (قاضی) شوکانی فرماتے ہیں وَالمحبوبُ

اَلْاَعْظَمُ لِکُلِّ مُسْلِمٍ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ فَیَنْبَغِیْ ذِکْرُہٗ عِنْدَ ذٰلِکَ۔

یعنی ہر مسلمان کے لیے محبوب اعظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے تو انہی کا ذکر مناسب ہے۔

شرحی کہتے ہیں کہ ایک بار پاؤں ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا سن ہو گیا تھا۔ کہا یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم) فی الفور کھل گیا۔
(الدار والدوار صہ ۳۵، صہ ۳۶)

کیونکر کہوں یَا حَبِیْبِیْ اَغِثْنِیْ
اسی نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے (اعلیحضرت بریلوی)

اور

اگر نامِ محمد را نیاوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ، نہ نوح از غرق نجیناؔ (جامی)

اور ان حضرت صاحب کا تعارف امام ابن قیم امام الوہابیہ ہے جو علم و فضل کی دنیا میں بہت ہی مشہور ہیں اپنی کتاب جلاء الافہام میں نقل فرماتے ہیں کہ:-
"ابوبکر محمد بن عمر نے خبر دی ہے کہ میں ایک دن ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا اتنے میں وہاں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آگئے ابوبکر نے اٹھ کر ان سے معانقہ کیا اور پیشانی چومی میں نے (متعجب ہو کر) کہا یا سیدی! آپ شبلی کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں حالانکہ آپ خود اور تمام بغداد والے ان کو مجنون خیال کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ

جیسا ان کے ساتھ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برتاؤ کرتے ہوئے
دیکھا ہے ویسا ہی کرتا ہوں اس کی حقیقت یہ ہے کہ ایک روز خواب
میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ شبلی حضور کی خدمت
میں حاضر ہوئے ہیں اور حضور نے اُٹھ کر ان کی پیشانی چومی ہے میں نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ شبلی کے ساتھ ایسا سلوک فرماتے ہیں تو
آپ نے فرمایا، ہاں یہ نماز کے بعد لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
آخر تک پڑھ کر مجھ پر درود پڑھا کرتا ہے ۔ ایک اور روایت میں ہے
کہ اس نے کوئی فرض نماز نہیں پڑھی جس کے بعد یہ آیتیں آخر سورت تک
پڑھ کر یَقُوْلُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ
یعنی تین بار صلی اللہ علیک یا محمد نہ کہا ہو یہ خواب دیکھنے کے بعد میں
نے شبلی سے دریافت کیا کہ تم بعد نماز کیا ذکر کرتے ہو انہوں نے
وہی بات بیان کی جو میں نے خواب میں دیکھی تھی ۔ (جلاء الافہام ص ۲۵۸)
(القول البدیع امام حافظ سخاوی شافعی عربی متن ص ۱۷۳)
(سعادت دارین علامہ یوسف نبہانی ص ۳۴۳)

دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے
غوث زماں مولوی رشید احمد گنگوہی کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب
مہاجر مکی کے تعلیم وارشاد کے حوالہ سے اپنی کتاب ضیاء القلوب میں فرماتے ہیں
تہجد کی بارہ رکعتیں چھ سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں
تین تین مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع وخضوع سے

تین یا پانچ یا سات بار ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰھُمَّ طَہِّرْ قَلْبِی پڑھے اور توبہ و استغفار کے بعد اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اکیس بار پڑھ کر درود اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ تین بار عروج و زوال کے طریقہ پر پڑھے۔"

(ضیاء القلوب اردو مطبوعہ کوہ نور پرنٹنگ پریس دہلی ص۹)
(کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند سے شائع ہوا)

جس تو کیا فرماتے ہیں علماء دیوبند اپنے اکابر کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے وظیفہ درود پاک الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی تعلیم دینے پر کہیں مشرک تو نہیں ہو گئے کیونکہ اگر کوئی سُنّی بریلوی یہ درود شریف پڑھ لیتا ہے تو اُن کے مذہب میں اُس نے شرک کیا ہے ۔۔۔ انہی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کے رسالہ "گلزارِ معرفت" میں غزل نعتیہ کے عنوان سے ہے :۔

کر کے نثار آپ پہ گھر بار یا رسول! اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول!
عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا ہوں اُمتی تمہارا گنہگار یا رسول!

اور اس سے اگلی نعتیہ غزل میں فرماتے ہیں ؎

ذرا چہرے سے پردے کو اُٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اُٹھا کر زُلفِ اقدس کو ذرا چہرے مُبارک سے

مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسُول اللہ

شفیعِ عاصیاں ہو تم وسیلہ بیکساں ہو تم

تمہیں چھوڑ اَب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسُول اللہ

پھنسا ہُوں بے طرح گردابِ غم میں ناخدا ہو کر

مری کشتی کنارے پر لگا دَ یا رسُول اللہ

حبیبِ کبریا ہو تم، امامِ انبیاء ہو تم

ہمیں بہرِ خُدا حق سے ملاؤ یا رسُول اللہ

پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو

بس اب قیدِ غلامی سے چھڑاؤ یا رسُول اللہ

(گلزارِ معرفت ص۳)

نعرۂ رسالت ——— یا رسُول اللہ

اور آپ ہی کے رسالہ جہادِ اکبر مع نالۂ امدادِ غریب کے صفحہ نمبر ۲۲ پر "مناجات" کے عنوان کے تحت فرماتے ہیں ؎

اے رسُولِ کبریا فریاد ہے		یا محمد مُصطفےٰ فریاد ہے

آپکی اُلفت میں میرا یا نبی		حال یہ اَبتر ہوا فریاد ہے

سخت مُشکل میں پھنسا ہُوں آجکل

اے مرے مُشکل کشا فریاد ہے

مُناجاتِ دیگر کے عنوان کے تحت اسی صفحہ پر فرماتے ہیں ؎

آپ کی فرقت نے مارا یا نبی — دل ہُوا غم سے دو پارہ یا نبی

طالبِ دیدار ہُوں دکھلائیے — رُوئے نُورانی خدارا یا نبی !

حق تعالیٰ کے تمہی محبُوب ہو — کون ہے ہمسر تمہارا یا نبی

باغِ جنّت سے زیادہ ہے عزیز — مجھ کو وہ کُوچہ تمھارا یا نبی

مرتے دم گر دیکھ لُوں رُوئے شریف — زندگی ہووے دوبارا یا نبی

لیجے در پر بُلا، کب تک پھرُوں — دَر بدر یاں مارا مارا یا نبی

چین آتا ہے مرے دل کو تمام
نام لیتے ہی تمھُارا یا نبی

نعرہ ہمدمی یا رسُول ! یا نبی !
صلی اللہ علیہ وسلم

میرے خیال میں دیوبندیت کو کافی حد تک سکون ہو گیا ہو گا اور پیر و مُرشد کی متابعت میں حرفِ ندا کے ساتھ درُود و سلام پڑھ لینے میں تامل نہیں ہونا چاہیئے اور اگر شرک کا گیس باقی ہو تو شمائم امدادیہ جو مجموعہ ملفوظات عارف معارف حقیقت مسالک مسالک شریعت و طریقت مولانا الحاج الحافظ شاہ محمد امداد اللہ صاحب تھانوی ثم المکی ہے سے شرک توڑ چُورن شفا استعمال کرنا چاہیئے۔

آپ نے فرمایا کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ (وہابی دیوبندی) کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی پر مبنی ہے لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ عالم امر مقید بجہت

وطرف و قرب و بعد وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔ (شمائم امدادیہ ص۹۶)

حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے" فرما کر تمام شک وارتیاب دور فرما دیئے ہیں اور اس کے باوجود بھی اگر کوئی دیوبندی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے جائز ہونے میں شک کرے تو گویا اس نے لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ میں حکم کی مخالفت کر کے شیطان کی پیروی کی۔

اور کیوں نہ ہو جبکہ اُن کے عقیدہ میں شیطان کو چپے چپے رُوئے زمین کا علم ہونا نص سے ثابت ہے اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ (براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

حسین احمد مدنی کہتے ہیں

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ جائز ہے

جبکہ حسین احمد مدنی جن کے متعلق ان کے چاہنے والے (دیوبندی) کہتے ہیں :-

"حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کو حضرت شیخ الہند کے بعد وہی مرتبہ حاصل ہے جو مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے"

(تذکرہ مشائخ دیوبند ص۲۳۱)

ملجاء العلماء، مرکز دائرہ التحقیق وحید العصر جانشین شیخ الہند حضرت مولانا السید حسین احمد صاحب مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند جو کُلُّ نفسٍ ذائقۃُ الموتِ کی زد میں آچکے ہوئے ہیں اپنی کتاب "الشہاب الثاقب" میں تحریر فرما گئے ہیں کہ :۔

"مسئلہ ندائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں اور یہ حضرات (رشید احمد گنگوہی، اشرف علی تھانوی اور قاسم نانوتوی وغیرہم) نہایت تفصیل سے فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لفظ یا رسول علیہ السلام اگر بلا لحاظ معنی اسی طرح نکلا ہے جیسے لوگ بوقت مصیبت وتکلیف ماں اور باپ کو پکارتے ہیں تو بلا شک جائز ہے، علیٰ ہذا القیاس اگر بلحاظ معنی درود شریف کے ضمن میں کہا جاوے گا تو بھی جائز ہے، علیٰ ہذا القیاس اگر کسی سے غلبۂ محبت وشدت وجد و توفر عشق میں نکلا تب بھی جائز ہے۔"

اور آگے چل کر فرماتے ہیں :۔

"حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغۂ خطاب و ندا کیوں نہ ہوں مُستحب و مُستحسن جانتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب ص۶۴، ص۶۵)

اور مولوی قاسم صاحب نانوتوی مثل شعر بردہ (شریف) فرماتے ہیں ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا　　نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامیٔ کار

جو توہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھیگا　　بنے گا کون ہمارا ترے سوا غم خوار

(شہاب الثاقب ص۶۶)

اب فرمایئے اپنے اکابر علماء کے خیالات کی روشنی میں کہ آپ کا شرک کا بخار اترا ہے یا نہیں امید ہے کہ اتر ہی گیا ہوگا تو پڑھیئے :-

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اپنے ان بزرگوں کے بعد ذرا پلٹ کر دیکھیں کہ یہ بھی تو آپ ہی کے ہیں۔ مولانا ذوالفقار علی صاحب جو روسائے دیوبند میں سے ہیں۔ جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی شان میں ایک قصیدہ لکھا ہے۔ جس میں حاجی صاحب سے مخاطب ہو کر دست بستہ عرض کرتے ہیں ؎

یَا مُرْشِدِیْ یَا مَوْلَائِیْ یَا مَفْزَعِیْ
یَا مَلْجَائِیْ فِیْ مَبْدَئِیْ وَمَعَادِیْ
یَا سَیِّدِیْ لِلّٰہِ شَیْئًا اِنَّہٗ
اَنْتُمْ لِیَ الْمُجْدِیْ وَاِنِّیْ جَادِیْ

(شمائم امدادیہ ص۲۲۸)

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی دیوبندی

ادب شعر و شاعری کا بھی آپ کو شوق تھا گمنام تخلص فرماتے تھے ایک نعتیہ کلام میں ارشاد فرماتے ہیں ؎

گمنام را اندر جہاں پس کیست فریادرسِ

رفت از درت محروم اگر یا رحمۃ للعالمین

یعنی اے رحمۃ للعالمین! اگر گمنام آپ کے دروازے سے محروم گیا تو پھر اس کا ٹھکانہ کون سا ہے"۔

(تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۱۷۳)

جس کے ٹائیٹل کے اندر والے صفحہ پر لکھا ہوا ہے۔

"مشائخ دیوبند کی دوسو سالہ سبق آموز مستند و مکمل ایمان افروز تاریخ جس کا مطالعہ اعتقادات و اعمال اور اخلاق و عادات کو پاکیزہ بنانے میں انتہائی مفید ثابت ہوگا"۔

اور یہی مولانا اپنی عربی نعت میں فرماتے ہیں ؎

اَنت الکریم رؤفنا و رحیمنا

یاسیدی یاسیدی یاسیدی

(تذکرہ مشائخ دیوبند ص ۱۷۴)

اب بھی الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ میں کوئی شک باقی رہ گیا ہے کہ جائز ہے۔

صحابہ کرام، تابعین، محدثین، ائمہ دین اور صلحائے اُمت نے کبھی بھی نداء کے ساتھ سرکار پر درود و سلام کو شرک نہیں کہا بلکہ سب کا معمول رہا ہے کہ وہ سرکار مدینہ کی بارگاہ میں نداء یارسول اللہ ہی سے عرض کرتے رہے ہیں اور صلوٰۃ و سلام بھی عرض کرتے چلے آئے ہیں۔

چنانچہ نسائی نے حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کی ہے کہ ایک نابینا صحابی نے حضور کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے حضور میرے لیئے دعا فرمایئں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عطا فرما دے تو آپ نے فرمایا کہ وضو کر اور دو رکعت نماز ادا کر کے یوں دعا کر :-

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِیِّ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰی رَبِّكَ اَنْ يَّكْشِفَ بَصَرِیْ اَللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِیَّ قَالَ فَرَجَعَ وَقَدْ كَشَفَ عَنْ بَصَرِهٖ -

(شفاء قاضی عیاض ج۱ ص۲۱۲)

(القول البدیع حافظ سخاوی ص۲۳۲)

اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوں تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے جو نبی رحمت ہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بے شک میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوں کہ وہ میری آنکھیں روشن کر دے اے اللہ میرے حق میں انکی شفاعت قبول فرما۔ حضرت عثمان بن حنیف فرماتے ہیں جب وہ شخص واپس آیا تو اس کی آنکھیں روشن ہو چکی تھیں۔"

امام حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے، امام ذہبی اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ امام ترمذی فرماتے

ہیں یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے اور امام منذری فرماتے ہیں اسے امام نسائی ابن ماجہ نیز ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں بھی روایت کیا ہے اسی طرح الترغیب کی کتاب النوافل باب الترغیب فی الصلوٰۃ الحاجۃ میں بھی مذکور ہے۔

(توسل کی شرعی حیثیت ترجمہ مولانا محمد صدیق صاحب ہزاروی ص ۲۸، ۲۹)

توگویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی حیات ظاہری میں اسم ذاتی کے ساتھ ندا کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی جبکہ ہم صحابہ کے طریقہ پر سرکار کو یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ کر خطاب کرتے ہیں۔ اور یہ ندا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ سے ہی مخصوص نہیں بلکہ بعض صحابہ کرام نے خطاب کے یہ الفاظ آپ کے وصال کے بعد بھی استعمال کئے ہیں۔

امام طبرانی نے یہ حدیث روایت کرتے ہوئے اس سے پہلے ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ یہ کہ ایک شخص کسی ضرورت کے لیے بار بار حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جاتا لیکن آپ اس کی طرف متوجہ نہ ہوتے اور نہ ہی اس کی حاجت کی طرف نظر فرماتے۔ اس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو اس نے شکایت کی، حضرت عثمان بن حنیف نے فرمایا وضو کے لیے پانی لاؤ پھر وضو کر کے مسجد میں جا کر دو رکعت نفل ادا کر کے پھر یوں کہو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ
اِنِّيْ اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقْضِيْ حَاجَتِيْ ؕ

یا اللہ میں تجھ سے اپنے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو
نبیٔ رحمت ہیں کے توسل سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا
ہوں یا رسول اللہ بے شک میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے
رب کی طرف توجہ کرتا ہوں کہ وہ میری ضرورت کو پورا فرمائے۔"

عثمان بن حنیف نے فرمایا پھر اپنی حاجت کا نام لینا۔
چنانچہ وہ شخص گیا اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کی ہدایت
پر عمل کر کے وہی لفظ کہے پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے دروازے پر آیا، دربان اس کا ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لے گیا۔

آپ نے اسے اپنے پاس چٹائی پر بٹھایا اور فرمایا تمھیں
کسی چیز کی ضرورت ہے اس نے اپنی ضرورت کا ذکر کیا تو آپ نے
اسے پورا کر دیا۔ پھر فرمایا تم نے اس سے پہلے اپنی حاجت کا
ذکر ہی نہیں کیا نیز فرمایا جب بھی تمہیں کوئی ضرورت پیش آئے
ہمارے پاس آنا۔

(توسل کی شرعی حیثیت ص ۳۰)

یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف سے بعد کا ہے جس سے
معلوم ہوا کہ صحابہ وصال کے بعد بھی سرکار کو ندا کے ساتھ خطاب کرتے تھے۔

غیظ سے جل جائیں بے دینوں کے دل — یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے
شرک ٹھہرے جس سے تعظیم حبیب — اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے

(اعلیٰ حضرت بریلوی)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ طیبہ میں آمد کے موقع پر

انصار صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کا والہانہ استقبال اور

نعرۂ رسالت

حضرت امام مسلم اپنی صحیح میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ہجرت اور مدینہ منورہ میں حضور کی تشریف آوری اور اہلِ مدینہ کی طرف سے استقبال کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

فَصَعَدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِی الطُّرُقِ یُنَادُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔

(صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۴۱۹ بحوالہ سعادتِ دارین پیش لفظ ص ۳۳)

یعنی تمام مرد اور عورتیں مکانوں پر چڑھ گئے لڑکے اور خدام راستوں پر بکھر گئے سب پکار رہے تھے یا رسول اللہ!

حضرت عبد اللہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما

رُوِیَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عُمَرَ خَدِرَتْ رِجْلُہٗ فَقِیْلَ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ یَزُلْ عَنْکَ فَصَاحَ یَا مُحَمَّدَاہُ فَانْتَشَرَتْ ۔ (شفا شریف قاضی عیاض ج ۲ ص ۱۸ القول البدیع حافظ سخاوی ص ۲۲۵)

روایت ہے کہ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سُن ہو گیا تو کسی نے کہا جو آپ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے اُن کا ذکر کرو آپ کا پاؤں ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ نے یا محمدؐ کا نعرہ لگا دیا تو پاؤں فوراً ٹھیک ہو گیا۔

اسی طرح امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت عبدالرحمٰن بن سعد سے روایت کی ہے کہ :۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سُن ہو گیا تو فَقَالَ لَہٗ رَجُلٌ اُذْکُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیْکَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ۔

یارسول اللہ ! ؎

مُشکل جو آپڑی کبھی — تیرے ہی نام سے ٹلی
مُشکل کُشا ہے تیرا نام — تجھ پر درُود اور سلام

وہابیہ جو ہر بات میں صحاح ستہ بالخصوص بخاری شریف سے دلیل مانگتے ہیں اب تو امام بخاری کی اس روایت کو تسلیم کرتے ہوئے نعرۂ رسالت بلند کر دینا چاہیئے۔ مناسب تو یہی ہے کہ وہابیہ دیابنہ امام بخاری کی اس روایت کو مانتے ہوئے بار بار یہی شعر پڑھیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

امام حافظ سخاوی نے القول البدیع میں حضرت مجاہد سے روایت نقل فرمائی ہے۔

قَالَ خَدِرَتْ رِجْلُ رَجُلٍ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا

فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍ اُذْكُرْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيْكَ فَقَالَ (يَا) مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ خَدَرُهٗ ۔ (القول البدیع ص۲۲۵)

حضرت مجاہد نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا جس کا پاؤں سُن ہوگیا تو آپ نے فرمایا محبوب ترین شخصیت کا ذکر کر تو اُس نے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مُبارک لیا تو پاؤں راضی ہو گیا ؎

محمدؐ ہے متاعِ عالمِ ایجاد سے پیارا
پدر مادر، برادر، جان و مال اولاد سے پیارا
محمدؐ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمّل ہے

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الاذکار میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کا متن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل فرمایا کہ اُن کا بھی پاؤں سُن ہوگیا تو یَا مُحَمَّدَاہ کہا اچھا ہوگیا اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہُوا۔

اہلِ مدینہ میں قدیم سے اس یَا مُحَمَّدَاہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:۔

هٰذا مِمّا تعاهدہ اہل المدینۃ

(ندائے یارسول اللہ ﷺ امام اہلسنت مولانا احمد رضا خاں بریلوی)

اسمٰعیل قاضی فرماتے ہیں۔

اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اَلسَّلَامُ عَلٰی اَبِیْ۔

(القول البدیع حافظ سخاوی ص ۲۱۰)

عبدالرزاق نے صحیح سندوں سے روایت کی ہے کہ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے واپس آتے تھے تو پہلے قبر شریف پر پہنچتے اور کہتے السلام علیک یارسول اللہ، السلام علیک یا ابا بکرؓ، السلام علیک یا ابتاہ" امام مالک کی موطا میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ ایک شخص نے ابنِ عمر کے غلام نافع سے دریافت کیا۔ کیا تم نے یہ دیکھا تھا کہ ابنِ عمرُ قبر شریف پر سلام کرتے تھے تو انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اور سو بار سے زائد دیکھا۔

(جذب القلوب ص ۲۳۲)

یعنی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب بھی کسی سفر سے واپس مدینہ پاک آتے تو مسجدِ نبوی شریف میں سرکار کے گنبدِ خضریٰ کی حاضری دیتے اور نداء کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکرؓ اور اپنے والد گرامی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو سلام عرض کرتے۔

تو گویا جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے ثابت ہو رہا ہے کہ انتقال شریف کے بعد ندار کے ساتھ سرکار سے مخاطب ہو کر سلام عرض کرنا بالکل درست ہے اور حیاتِ برزخی کے لیئے قرب و بُعد کی کوئی قید نہیں، کوئی کہیں سے بھی سرکار کی بارگاہ میں ندار کے ساتھ صلوٰۃ و سلام عرض کر سکتا ہے۔

وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَقُوْلُ اِذَا دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ - رواہ العدنی فی مسندہٖ

(القول البدیع صہ ۱۰۵)

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب بھی مسجد نبوی شریف میں حاضر ہوتا ہوں تو سرکار کی بارگاہ میں ندار کے ساتھ السّلام علیک یا رسول اللہ عرض کرتا ہوں۔

عَنْ عَلْقَمَۃَ ابْنِ قَیْسٍ اَنَّہٗ قَالَ اِذَا دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ فَقُلْ صَلَّی اللّٰہُ وَمَلَائِکَتُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

(اخرجہ اسمٰعیل القاضی والنّمیری)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ کَانَ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ اِذَا دَخَلُوا الْمَسْجِدَ صَلَّی اللّٰہُ وَمَلٰئِکَتُہٗ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

(القول البدیع صہ ۱۰۵)

علقمہ بن قیس سے ہے کہ وہ فرماتے کہ جب تو مسجد نبوی میں داخل ہو تو یوں عرض کرنا صلی اللہ و ملائکتہ علی محمد السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اسکو اسمٰعیل قاضی اور نمیری نے بیان کیا ہے۔

اور محمد بن سیرین نے فرمایا کہ جب لوگ سرکار کی مسجد شریف میں داخل ہوتے تو عرض کرتے صلی اللہ و ملائکتہ علی محمد السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

اور ہر مسلمان نمازی کے لیئے ہے کہ جب وہ نماز میں بحالت تشہد ہو جو عین اللہ کی عبادت ہے تو حضور کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اس میں عبادت اللہ تعالیٰ کی ہوگی اور سلام سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوگا تو ندا کے ساتھ نماز کی حالت میں سرکار کو اگر سلام عرض کیا جائے تو شرک نہیں ہوتا بلکہ حکم شریعت پر عمل ہو رہا ہے۔ تو نماز کے باہر اگر یہ نمازی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا سے سلام عرض کرتا ہے تو شرک ہو جاتا ہے۔ جبکہ جو چیز شرک ہے وہ ہر حال میں شرک ہے اور یہ کیسا فارمولہ ہے کہ جو عمل نماز میں تو شرک نہ ہو وہ بیرون نماز شرک ہو۔

سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ

حق و باطل کی معرکہ آرائی میں آپ ایک عظیم جرنیل کی حیثیت سے متعارف ہی تو ہیں جن کو حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شجاعت و بہادری

پر انہیں سیف اللہ کا لقب عطا فرما کر اُنکی عظمت کو مزید دو بالا کر دیا۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں انہوں نے ہی سلطنت رُوما کو تہس نہس کر دیا تھا۔ حضرت محمد بن عمرو واقدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف فتوح الشام میں حضرت عبد الرحمٰن بن حمید جمعی سے روایت کرتے ہیں کہ :-

"جنگ یرموک کے موقع پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ہمارے آگے آگے تھے اور ہم پیچھے پیچھے اور برابر حملہ کرتے ہوئے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ہماری زبانوں پہ یہ جاری تھا اور اس وقت کا شعار (پہچان) ہم نے بھی قرار دے رکھا تھا کہ :-

یا محمّدُ یا منصورُ اُمّتکَ اُمّتکَ ،

اے محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) اے منصور! اُمّت کی خبر لیجیے، اُمّت کی خبر لیجیے۔" (فتوح الشام اردو ص۴۳۴)

"حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جھوٹے مُدعیٔ نبوّت مُسیلمہ کذّاب کے مقابلہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے زیرِ کمان صحابہ کرام کا جو لشکر میدان میں آیا اُن کا شعار (فوجی نعرہ) یا محمّداہ تھا۔ کانَ شعارُھُم یومئذٍ یا مُحمّداہ۔

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۶ ص۳۲۴)

حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ اور یوقنّا رُومی کی لڑائی

حضرت مسعود بن عون عجی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبیدہ بن جراح

رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اُس وقت جو مسلمانوں کے کمانڈر تھے) نے کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کی کمان میں بطور ہراول (دستہ) کے حلب کی طرف روانہ کیا اور یوقنا کی فوج سے مقابلہ ہوا۔

دشمن کا ایک دستہ جو چھپا ہوا تھا ہمارے پیچھے سے آ پڑا جس سے مسلمان فوج کو آگے پیچھے سے لڑنا پڑا اس موقع پر سو مسلمان فوجی شہید ہو گئے، کافروں کی اس آنے والی فوج نے ایک سخت معرکہ بپا کر رکھا تھا۔ حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی حالت پر نہایت رنج و قلق ہو رہا تھا آپ مشرکین سے نہایت بیدردی سے لڑ رہے تھے اسلامی پرچم کو ہلاتے جاتے تھے اور زور زور سے کہتے جاتے تھے۔

یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ نَصْرُ اللّٰہِ اَنْزِلْ یَا مَعَاشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اُثْبُتُوْا اِنَّمَا ھِیَ سَاعَۃٌ وَیَاْتِیْ النَّصْرُ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ط

یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مدد فرمائیے اور اے اللہ کی نصرت نازل ہو۔ مسلمانو ثابت قدم رہو، یہ بس ایک گھڑی ہے جس کے بعد مدد آئیگی اور تم ہی غالب رہو گے۔"

(فتوح الشام واقدی ص۵۲۳)

جنگ مرج القبائل اور جنگِ حطمہ

اس لڑائی کا نام جنگِ حطمہ اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں میانوں کو توڑ دیا گیا تھا۔ (حطمہ یعنی توڑنا)

واقدی کہتے ہیں۔ مسلمان اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے فلک شگاف نعروں کے ساتھ

باری تعالیٰ جل مجدہٗ سے اعانت کے طلبگار تھے اور رومی کلمہ کفر کے ساتھ چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ صلیب غالب ہو گئی۔ مسلمان جان توڑ کوشش کرتے جاتے تھے ان کی علامت اس وقت یَا مُحَمَّدُ یَا مُحَمَّدُ تھی۔

(فتوح الشام ص۱۵۴)

جنگ یرموک کے موقع پر

حضرت قیس بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ دیکھا کہ حضرت شرجیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوٹ کر اپنے مورچہ پر قبضہ کر لیا ہے تو آپ اپنے ساتھیوں کو لے کر آگے بڑھے اور اپنے شعار کے کلمات دوہراتے ہوئے دشمن پر ٹوٹ پڑے آپ کا شعار اس وقت وہی تھا جو مسلمانوں نے جنگ بدر اور غزوہ احد میں اختیار کیا تھا یعنی:-

یَا نَصْرَ اللّٰہِ اَنْزِلْ یَا مَنْصُوْرُ اُمَّتَکَ اُمَّتَکَ ؕ

کہ اے اللہ کی مدد نازل ہو یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کی خبر لیجیے!

(فتوح الشام واقدی ص۴۴)

بعد از وصال اگر ندا کے ساتھ حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا شرک یا ناجائز ہوتا تو پھر یہ جلیل القدر صحابہ شام سے جو مدینہ طیبہ سے منزلوں اور کوسوں دور ہے سرکار کو پکار کر استغاثہ نہ کرتے اور اگر پکارا ہے تو کیا عقیدہ لے کر یہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال دور سے بھی اپنے غلاموں کی پکار سنتے ہیں۔

ان کی بخشش کا ٹھکانہ ہی نہیں ہے کوئی　　ہر گنہ گار پہ رحمت کی نظر رکھتے ہیں
کون کس حال میں ہے کس نے پکارا مجھ کو؟　　میرے محبوب دو عالم کی خبر رکھتے ہیں

خالد محمود خالد

تمہاری آواز مجھے پہنچ جاتی ہے!

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کہ سرکار نے فرمایا:۔

"جمعہ کے دن مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کہ یہ حاضری کا دن ہے۔

اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ فرمایا کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جو

مجھ پر درود پڑھے اور مجھے اس کی آواز نہ پہنچ جائے۔

بَلَغَنِیْ صَوْتُہٗ حَیْثُ کَانَ

ہم نے عرض کیا کہ وفات کے بعد بھی ایسا ہوگا تو فرمایا:۔

وَبَعْدَ وَفَاتِیْ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ

تَاکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ۔ (جلاء الافہام ص۶۳)

حافظ منذری ترغیب میں فرماتے ہیں۔ ابن ماجہ نے اس کو جید سند کے ساتھ ذکر

کیا ہے۔ ؎

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

ہم یہاں سے پکاریں وہ وہاں پر سنیں

مصطفیٰ کی سماعت پہ لاکھوں سلام

دور سے ندا کرنا جائز ہے

حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب شواہد النبوۃ میں یہ واقعہ

نقل فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک پیارے صحابی حضرت ابو قرصافہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک کمبلی پہنائی تھی جس سے لوگ خیر و برکت حاصل کیا کرتے تھے، آپ اُن کے لیئے دُعائے خیر کرتے تو لوگوں پر آپ کی دُعا کا بہت اثر ہوتا۔

"ایک دفعہ آپ عسقلان میں تھے اور آپ کا بیٹا قرضافہ رُوم میں جنگ لڑ رہا تھا، جونہی صبح ہوئی تو حضرت ابو قرضافہ نے عسقلان سے باواز بلند کہا یَا قَرْضَافَہ، یا قرضافہ صلوٰۃ صلوٰۃ یعنی اے قرضافہ اے قرضافہ نماز، نماز۔ قرضافہ نے رُوم ہی سے جواب دیا کہ لَبَّیْکَ یَا وَالِدِیْ حاضر ہوں میرے باپ۔ قرضافہ کے ساتھیوں نے کہا، ارے کس سے باتیں کر رہے ہو؟ قرضافہ بولے میں اپنے باپ سے باتیں کر رہا ہوں خدا کی قسم، وہ عسقلان سے مجھے نماز کے لیئے بیدار کرتے ہیں۔"

(شواہد النبوت حضرت عبدالرحمٰن جامی ص۳۸۶)

حضرت عُمر فارُوق رضی اللہ عنہ

اسی طرح حضرت عُمر فارُوق رضی اللہ عنہ نے حضرت سارِیہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ پاک مسجد نبوی شریف سے یَا سَارِیَۃُ اَلْجَبَلَ اَلْجَبَلَ کہہ کر پکارا جبکہ آپ نہاوند (ایران) میں جنگ کر رہے تھے۔ (مشکوٰۃ)

~ ~ ※ ~ ~

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں ائمۂ دین، محدثین، علماء و صلحاءِ امت کا نداء کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پیش کرنا۔

امام نووی شارحِ مسلم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کے آداب میں فرماتے ہیں کہ:-

"زائر روضہ پاک کے سامنے کی دیوار کے نچلے حصہ پر نظر جھکائے ہیبت وجلال کی کیفیت کو طاری کئے دنیا کے علائق سے فارغ البال ہو کر کھڑا ہو اور وہ ذات جو اس کے سامنے ہے اس کی جلالت، قدر ومنزلت کو دل میں حاضر کرے پھر سلام عرض کرے اور آواز بلند نہ کرے بلکہ درمیانی آواز سے کہے:-

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰہِ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ
اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَذِیْرُ ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَشِیْرُ"

(افضل الصلوٰۃ علیٰ سید السادات امام علامہ یوسف نبہانی ص ۱۳۶)

نابینا صحابی کو بینا کر دینے والی حدیث کے بیان کے بعد طبرانی نے جید سند کے ساتھ روایت کی ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی دعا میں یہ ذکر کیا بحق نَبِیِّکَ وَالْاَنْبِیَآءِ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِیْ۔ پھر فرمایا کہ بعض نے اس سلام کے ساتھ

جسے مصنف نے بیان کیا ہے آیۂ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیّ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملانے اور پھر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا مُحَمَّدُ ستر بار کہنے کو بعض قدماء کے قول کے مطابق قرار دیا ہے۔

افضل الصلوٰۃ علی سید السادات ص ۱۴۲، ص ۱۴۳ پر علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کو پچیس [۲۵] مرتبہ ندا کے ساتھ درود شریف ذکر کیا ہے۔

حافظ سخاوی نے اپنی کتاب القول البدیع میں اپنے شیخ شیوخہ المجلال ابی طاہر احمد الجندی الحنفی المدنی کی طرف منسوب کیا ہے اور حافظ سیوطی نے فرمایا ہے کہ اس کا ایک مرتبہ پڑھنا گیارہ ہزار صلوٰۃ کے برابر ہے — اسے سید محمد عابدین نے اپنی کتاب میں شیخ عبد الکریم الشرابانی حلبی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

"افضل الصلوٰۃ علی سید السادات"
(علامہ نبہانی ص ۱۸۱)

حافظ سخاوی نے فرمایا ہم سے امام طبرانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے ایک دعا کے متعلق روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے خواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس شکل نورانی میں دیکھا جو صحیح روایات کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے تو امام طبرانی نے عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ
یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

(سعادت دارین ص ۶۶۳)

حضرت شیخ المحققین شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب کے صفحہ ۲۴۹ پر سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد خضریٰ کی حاضری کے آداب کے بعد فرماتے ہیں۔

کہ حاضری کے وقت نہایت ہی ادب کے ساتھ اپنی طاقت کے موافق قیام کرے عظمت محمدی اور مشاہدہ دبدبۂ احمدی کا لحاظ رکھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات وموجودگی پر اعتقاد رکھے کہ زائر کی حالتوں کو دیکھ اور اس کی آواز کو سن رہے ہیں۔

نیز صفحہ ۲۵۱ پر فرمایا۔ دل میں یہ خیال کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاضری سے مطلع ہیں اور حد اعتدال میں رہے یعنی نہ بہت بلند ہو نہ بالکل پست، شرم و حیا سے موصوف ہو کر سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ الْكَرِيْمُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تین بار کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِیَّ اللهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ۔

جناب شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق وہابیہ کے ڈاکٹر قیام الدین "ہندوستان میں وہابی تحریک" کے مصنف تحریر فرماتے ہیں:۔

"حدیث (علم حدیث) اگرچہ ہندوستان میں اس سے بہت پہلے رونما ہو چکی تھی۔ لیکن حضرت عبدالحق محدث دہلوی نے سولہویں صدی (عیسوی) ہی میں اسے روشناس کر دیا تھا۔"

(ہندوستان میں وہابی تحریک صفحہ ۴۰)

چنانچہ حضرت شیخ حضرت امام مالک کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ (حاضری کے وقت) السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، کہتے۔ امام ابو محمد نے اپنی کتاب "الملاذ والاعتصام" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور ان الفاظ سے سلام کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَوَّلُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اٰخِرُ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا بَاطِنُ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ظَاهِرُ

(سعادتِ دارین ص۵۹)

امام علامہ یوسف نبہانی اپنی کتاب "سعادتِ دارین" بتیسواں[۳۲] درود شریف ابو الحسن شاذلی کی طرف منسوب کیا ہے جو یوں ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

تین مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفْضَلَ وَاَزْكٰى وَاَنْمٰى وَاَغْنٰى صَلَاةٍ صَلَّاهَا عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ اَنْبِيَائِهٖ وَاَصْفِيَائِهٖ، اَشْهَدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّكَ قَدْ بَلَّغْتَ مَا اُرْسِلْتَ بِهٖ (الی آخرہ) (ص۶۵)

اس درود شریف کے بارے میں صاحب مسالک الحنفاء نے فرمایا ہم سے المطری جمال الدین کے واسطے سے بیان کیا گیا ہے کہ شیخ ابو محمد بن عبد اللہ بن اسکری نے کہا کہ شیخ امام عارف ابو الحسن علی بن عبد الجبار شاذلی حسنی اللہ اُن کی ذات سے نفع مند فرمائے، نے جیسا کہ اُن کے ہمراہیوں کا کہنا ہے۔ حجرہ اقدس و روضہ رسول

کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ ..... الخ

(سعادتِ دارین ص۷۰)

تینتیسواں[۳۳] درود شریف جو سیدی ابوالحسن البکری کی طرف منسوب ہے اس طرح ہے :-

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ الْکَرِیْم تین مرتبہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیْرَۃَ اللّٰہِ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ ، اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ الخ

سولہ[۱۶] مرتبہ ندا کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کیا ہے۔

(سعادتِ دارین ص۷۰)

اسی "سعادتِ دارین" میں صفحہ ۷۰۵ پر امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے چونتیسواں[۳۴] درود شریف جو سید شیخ برہان الدین ابراہیم الموہبی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب فرمایا ہے یوں ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہِ ، اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا حَبِیْبَ الْاِلٰہِ الْمَعْبُوْدِ نو مرتبہ سرکار کی بارگاہ میں پیش کیا ہے۔

یہ درود شریف شیخ برہان الدین سیدی ابراہیم الموہبی الشاذلی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جس کا نام انہوں نے رکھا ہے۔ مناجات الحبیب من البعید والقریب ۔ میں (علامہ نبہانی) نے اسے امام قسطلانی کی کتاب مسالک الحنفاء سے نقل کیا ہے

جہاں انہوں نے امام شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول درود شریف جمع کیے ہیں اور کتاب "افضل الصلوات" میں یہ چھیالیسویں (۴۶) نمبر پر لکھا ہے یہ درود شریف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت پڑھتے ہیں اور اگر کوئی آدمی آگے پیچھے پڑھتا ہے تو بھی یہ تصور باندھ کر پڑھے کہ سرکار کے سامنے پڑھ رہا ہوں۔ (سعادتِ دارین ص۱۰۷)

او امام د او صلوٰۃ د او حرم
او مداد د او کتاب د او قلم

(علامہ اقبال)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

جن کی ذاتِ گرامی خاص و عام کے لیئے کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ کو ہر مکتبِ فکر کے لوگ جانتے ہیں۔ چنانچہ "ہندوستان میں وہابی تحریک" میں وہابی تحریک اصلاً مذہبی تھی یا سیاسی' کے عنوان کے تحت ڈاکٹر قیام الدین احمد لکھتے ہیں :-

"ہندوستان میں شجرِ جہاد نظر تو صرف زمین کے اوپر آتا ہے مگر اس کی جڑیں شاہ عبدالعزیز اور شاہ ولی اللہ سے اور گہری ہوتی ہوئی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتی ہیں۔

(ہندوستان میں وہابی تحریک ص۱۷)

اور اس کتاب کے صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں :-

"یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ اسلام کے یہ دونوں ستون حدیث اور قرآن

عربی میں تھے، جمہور اہلِ ہند اس زبان سے ناواقف تھے اس صورت حال نے عوام الناس کو علماء کا محتاج بنا رکھا تھا۔ ہندوستان میں قرآن مجید کا پہلا فارسی ترجمہ مشہور حضرت شاہ ولی اللہ (۱۱۱۴ھ تا ۱۱۷۲ھ) نے کیا۔" (ہندوستان میں وہابی تحریک ص۴۰)

الغرض شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی جن کی دینی اور تبلیغی خدمات کا اعتراف وہابیوں کو بھی ہے انہی حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ "اورادِ فتحیہ" جو ان کی کتاب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" کے آخر میں منسلک ہے میں الصّلوٰۃ والسّلام علیک یارسول اللہ درود شریف سترہ ۱۷ مرتبہ نداء کے مختلف الفاظ میں لکھا ہے۔

(اورادِ فتحیہ ص۱۸۱، ص۱۸۲)

ناچیز کی تحقیق کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صحابہ، تابعین ائمہ دین، محدثین، علماء امّت کا معمول رہا ہے کہ وہ درود و سلام حرفِ نداء کے ساتھ بصیغۂ خطاب عرض کرتے چلے آرہے ہیں اور کسی نے اس کو شرک نہیں کہا جس کے جواز میں کوئی شک باقی نہیں رہا۔

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں عرض کرتے ہیں ؎

یَارَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ اَدْرِكْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ
مَحْبُوْسِ اَیْدِی الظّٰلِمِیْنَ فِی الْمَوْکَبِ وَالْمُزْدَحَمْ

سرکار سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یوں عرض گزار ہیں ؎

یَا سَیِّدَ السَّادَاتِ جِئْتُكَ قَاصِدًا
اَرْجُوْ رِضَاكَ وَاحْتَمِیْ بِحِمَاكَ

اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّكُمُ
فَرْضٌ مِنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْآنِ اَنْزَلَہٗ

حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ بردہ شریف میں جس کی منکرین صلوٰۃ کے اکابر بطور وظیفہ پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں اور اس کی شرح عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ ان کے شیخ الہند مولوی ذوالفقار علی صدر مدرس دیوبند نے لکھی ہے۔ فرماتے ہیں ؎

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

(ترجمہ) اے تمام مخلوق سے بزرگتر آپ کے سوا میرا کوئی ایسا نہیں جس سے پناہ چاہوں حادثہ عام کے نازل ہونے میں۔

حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں ؎

ز مہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

نیز حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ الطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں لکھتے ہیں ؎

وَصَلَّى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهٖ
وَيَا خَيْرَ مَامُوْلٍ وَّيَا خَيْرَ وَاهِبٍ

اور آپ قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں ؎

رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا خَيْرَ الْبَرَايَا
نَوَالَكَ اَبْتَغِيْ يَوْمَ الْقَضَاءِ

(ترجمہ) اے اللہ کے رسول اے بہترین مخلوق! قیامت کے دن تیری عطا کا خواہاں ہوں۔

یہی شاہ صاحب "انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ" میں قضائے حاجت کے لیے ایک ختم کی ترکیب یوں نقل کرتے ہیں:۔

"پہلے دو رکعت نفل ادا کرے بعد ازاں ایک سو گیارہ مرتبہ درود شریف اور اس کے بعد ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید اور ایک سو گیارہ بار شَيْئًا لِلّٰهِ يَا شَيْخ عَبْدَ الْقَادِرِ جِيْلَانِيْ پڑھے۔"

ندا، یا رسول اللہ ص۱۸، ص۱۹
(امام احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

اب بتائیں کہ صحابہ کرام سے اس وقت تک کے ائمہ دین، اولیاء کرام، علماء عظام اور صلحاء امت جن کا معمول حرف نداء کے ساتھ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرنا رہا ہے کیا معاذ اللہ یہ سارے مشرک ہیں۔

مگر دیکھنا ہوگا کہ یہ کون کون ہیں، یہ ہیں حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن حنیف، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت

خالد بن ولید، حضرت ابو درداء، حضرت علقمہ بن قیس، حضرت کعب بن
ضمرہ، حضرت قیس بن ہبیرہ، حضرت ابو قرضافہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

حضرت امام زین العابدین، حضرت امام مالک، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ
حضرت امام شافعی، امام نووی، حافظ الحدیث امام سیوطی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی،
ابو الحسن شاذلی، ابو الحسن البکری، سید شیخ برہان الدین، ابراہیم المواہبی، مولانا
عبد الرحمٰن جامی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔
اور آپ کے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بھی آپ کے فتوے سے مشرک ہو رہے ہیں کہاں
اُن کو تو بچا لو۔
اور یہ ہیں آپ کے قطب الارشاد رشید احمد صاحب گنگوہی جن سے سوال ہوا۔ اشعار
اس مضمون کے پڑھنے یا رسولِ کبریا فریاد ہے، یا محمد مصطفٰے فریاد ہے وغیرہ کے
جواب میں فرماتے ہیں ۔

"ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں باین خیال کہ حق تعالیٰ
آپ کی ذات کو مطلع فرما دیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز
ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۶۱)

جبکہ ہر مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے سے ہی کوئی سنتا ہے
اگر اللہ تعالیٰ مطلع نہ فرمائے تو کوئی دیوبندی وہابی بھی نہ سن سکے۔

اب سنئیے اللہ تعالیٰ کا فرمان :-

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ
الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ
نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝ (سورہ النساء آیت ۱۱۵)

(ترجمہ) اور جو رسُول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق اس پہ کھُل چکا اور مسلمانوں کی اس راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔

اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو ہدایت دے جو رسُولِ خدا اور مسلمانوں کی راہ کو چھوڑ کر کہ وہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کے قائل تھے، دوزخ کی راہ پر چل رہے ہیں اور دوسرے مسلمانوں کو بھی اس راہ پر چلا کر دوزخ میں لے جانا چاہتے ہیں۔ منکرین صلوٰۃ وسلام کی ایک زیادتی یہ بھی ہے کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کو من گھڑت درود کہتے ہیں اور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو درُود کہتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حرفِ ندار کے ساتھ یہ درُود شریف من گھڑت ہے بعض اِسے لائیلپوری اور پتہ نہیں کیا کیا کہتے ہیں تو پھر صلی اللہ علیہ وسلم درُود پاک کس کی گھڑت ہے، کیا ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے درُود بیان فرمایا ہے یا رسُول پاک صلی اللہ وسلم نے؟ جبکہ یہ اصطلاح محدّثین کرام کی ہے۔ اس اصطلاحی درُود شریف کو تو درُود مانا جاتا ہے مگر الصلوٰۃ والسلام علیک یارسُول اللہ کو درُود تسلیم ہی نہیں کیا جاتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس میں حرفِ ندار سے بصیغۂ خطاب جو عرض کیا جاتا ہے یہ وجہ ہے منکرین کے اس کو درُود نہ ماننے کی کہ یا رسُول اللہ کیوں کہا جاتا ہے ؎

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجُود ہی سَر بسَر
ارے تجھ کو کھائے تپِ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

(اعلیٰ حضرت)

اب ذرا قرآن پاک کی آیۃ مبارکہ تو دیکھیں اور غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کیا حکم فرما رہا ہے:-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ؕ

(سورۃ احزاب پ۲۲)

یعنی اے ایمان والو! درود بھیجو ان پر، ہم نے عرض کیا الصَّلٰوۃُ حکم ہوا سَلِّمُوْا ہم نے عرض کیا (اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ) وَالسَّلَامُ (سرکار کی طرف متوجہ ہو کر) عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

قرآن پاک کے اسلوب بیان سے اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ثابت ہو رہا ہے کہ مومنوں کو درود و سلام کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہوا ہے تو حضور کے غلام صلوٰۃ و سلام عرض کر رہے ہیں۔ گویا ہم نے منشاءِ قرآن پر عمل کیا ہے۔

سرکار کے غلام تو غلام ہیں ہی حضور کے امتیوں کے علاوہ حجر و شجر بھی سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سلام عرض کرتے تو ندا ہی کے ساتھ۔ چنانچہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:-

"میں مکہ شریف میں حضور علیہ السلام کے ہمراہ شہر سے باہر نکلا۔ فَمَا اسْتَقْبَلَہٗ جَبَلٌ وَّلَا شَجَرٌ اِلَّا ھُوَ یَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔ سامنے جو بھی پہاڑ یا درخت آتا انہی الفاظ سے عرض کرتا کہ اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔"

مشکوٰۃ شریف ص۵۴۰ ترمذی شریف، دارمی شریف، سیرت ابن ہشام

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر بحوالہ سعادت دارین)

نیز اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ :-

"حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور کے سامنے وضو کیا اور پھر حضور نے خود وضو فرما کر دو رکعت نماز ادا کی ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ یَمُرَّ عَلٰی حَجَرٍ وَّلَا مَدَرٍ اِلَّا وَھُوَ یُسَلِّمُ عَلَیْہِ یَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ" - (القول البدیع ص۶۶)

اذان کے اوّل و آخر درود و سلام

تثویب :- اذان اور نماز کے درمیان ایسے کلمات سے اعلان کرنا جس سے یہ معلوم ہو کہ اب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے والی ہے، کو متاخرین تَثْوِیْب کا نام دیتے ہیں۔ جیسا کہ کوئی اعلان کرے اَلصَّلٰوۃُ الْجَامِعَۃُ وغیرہ تثویبی کلمات اہل علاقہ کے اپنے عرف میں ہوں گے۔ چنانچہ ہمارے ہاں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ درود شریف کو تثویب کے طور پر پڑھا جاتا ہے تاکہ نماز جیسے مہتم بالشان فریضہ کی ادائیگی میں سستی نہ ہو اور ہر مسلمان کو نماز باجماعت کی سعادت حاصل ہو جائے۔ بہترین عمل ہے۔

مسئلہ - متاخرین نے تثویب مستحسن رکھی ہے یعنی اذان کے بعد نماز کے لیئے دوبارہ اعلان کرنا اور اس کے لیئے شرع نے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں کیئے بلکہ وہاں کا عرف ہو مثلاً اَلصَّلٰوۃُ اَلصَّلٰوۃُ یا قَامَتْ قَامَتْ یا اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (درمختار وغیرہ بہار شریعت حصہ سوم ص۳۷)

لہٰذا صلوٰۃ وسلام کو ہم تثویب کے طور پر پڑھتے ہیں۔

مگر دُکھ کی بات ہے کہ منکرین اور مانعینِ صلوٰۃ وسلام بلدار کے ساتھ درُود شریف کو اذان سے اوّل و آخر بدعتِ سیّئہ کہہ کر عام مُسلمانوں کو بُھکانے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لیئے طرح طرح کے پیچ وتاب کھاتے ہیں کبھی یہ کہ حضور کے وقت نہ تھا، کبھی یہ کہ حضرت بلال نے نہیں پڑھا تھا کبھی یہ کہ درود شریف اگر اوّل پڑھا جائے تو لوگ اس کو اذان کا جزو سمجھ لیں گے، وغیرہ وغیرہ جس میں سوا اس کے کہ لوگوں کو یارسُول اللہ کہنے سے روکا جائے کچھ نہیں ہے۔

درُود شریف
زمان ومکاں کی قید لگائے بغیر پڑھنے کا حُکم ہے

فرمانِ خداوندی صَلُّوا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوا تَسْلِیْماً مطلق حُکم ہے لہٰذا ہر وہ حالت جو شرعاً صلوٰۃ وسلام کے لیے مکروہ اور نامناسب نہیں آیۃ مُبارکہ کی رُو سے اس میں صلوٰۃ وسلام جائز ہوگا۔ چونکہ اذان سے پہلے اور بعد کی حالت میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ لہٰذا صلوٰۃ وسلام عرض کرنے میں کوئی قباحت نہیں بلکہ باعثِ خیر وبرکت ہے۔ رہا یہ کہ حضُور کی حیات ظاہری میں اور حضرت بلال کی اذان میں ایسا نہیں ہُوا یہ کوئی حجت اور دلیل نہیں اگر ایسا نہیں ہُوا تو منع بھی نہیں کیا گیا بلکہ آیۃ مُبارکہ کے حُکم کو عام رہنے دیا ہے جو چاہے پڑھ لے جو چاہے نہ پڑھے اور اگر کوئی پڑھ لے تو قابلِ اعتراض بھی

نہ ہوگا بلکہ مستحب امر باعثِ ثواب ہے۔ اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ارشاد مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا۔ "یعنی جس نے بھی مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔" (القول البدیع ص۱۱۲)

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرًا۔ (القول البدیع ص۱۱۴)

سرکار نے فرمایا جس نے مجھ پر درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتا ہے۔

اس میں بھی سرکار نے مطلق ارشاد فرمایا ہے کہ کوئی بھی اور جب بھی جس وقت بھی مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ خواہ اذان سے قبل یا بعد اُس کے لیے یہ فضیلت ہے۔ اور یہ دیکھیں کہ منکرین اور مانعین کے سردار اہلحدیث مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری اپنے "فتاویٰ ثنائیہ" ج ا صفحہ ۵۷۱ پر لکھتے ہیں:۔

"اصل مسکوت عنہ میں جواز و اباحت ہے۔"

اور اسی طرح دیوبندیوں کے قطب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے "فتاوی رشیدیہ" ج ۲ ص۲۷۶ پر اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ غذی کے آگے جوتا رکھنا جائز ہے یا مکروہ!

"جواب فرماتے ہیں، اس کی کوئی کراہت منقول نہیں لہٰذا کچھ حرج نہیں مسکوت عنہ جس کے کرنے نہ کرنے کا شریعت نے کوئی حکم نہ دیا ہو۔"

تو گویا اذان سے اوّل درود شریف کا پڑھنا مسکوت عنہ ہے کہ شارع علیہ السلام نے منع نہیں فرمایا اور مسکوت عنہ میں اباحت (جواز) ہوتا ہے۔ اور نہ ہی کراہت منقول ہے لہٰذا مولوی ثناء اللہ امرتسری اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے مطابق کچھ حرج نہیں بلکہ اباحت ہے یعنی جائز ہے۔

"پس جو چیز اچھی ہے اور نئی ہے مگر اسلام کے عمومی مزاج اور مقاصد کے خلاف نہیں اس کو اپنا لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ بلکہ سرکار مدینہ صلّی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی روشنی میں تو باعث ثواب ہے جیسا کہ اس روایت میں ہے۔"

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ"...... الخ

(مسلم شریف۔ مشکوٰۃ باب العلم صہ ۳۳)

(ترجمہ) جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کیا اسے اس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد بھی جو اس پر عمل کریگا اس کے ثواب میں کوئی کمی کیے بغیر اس رائج کرنے والے کو اس کا ثواب ملے گا"۔

تو اذان سے اوّل و آخر درود شریف پڑھنا انہی طریقوں سے ایک اچھا طریقہ ہے۔ اور سرکار کی اُمّت کی اکثریت اس کو پسند کرتی ہے۔ اور فائدہ یہ ہے کہ اُمّت کے علماءِ حق اور ائمہ دین کی اکثریت جس امر پر متفق ہو جائے وہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلم کے اس قول مبارک کے مطابق بالکل درست اور قرآن و سنّت کے تابع

ہوتا ہے جس میں سرکار نے فرمایا:۔

مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ
وَمَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ قَبِیْحًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ قَبِیْحٌ ۔

یعنی جس کام کو اکثر مُسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی اچھا ہوتا ہے ،
اور جس کو اکثر مُسلمان بُرا سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بھی بُرا اور ناجائز ہوتا ہے ۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کہ اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ عَلَی الضَّلَالَۃِ ۔ بیشک میری اُمت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی
(ابن ماجہ)

اذان سے پہلے دُرود شریف کا پڑھنا

مانعینِ صلوٰۃ وسلام کا اذان سے پہلے درُود شریف کے پڑھنے کو اس لیے ناجائز قرار دینا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے پہلے نہیں پڑھا کرتے تھے ۔ واقعۃً نہ پڑھنے کی اگر یہی دلیل ہے تو وہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا عمل مُبارک دیکھ کر یقین کریں کہ کیا وہ کچھ پڑھتے تھے یا نہیں ؟

"جناب محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ بنی نجار کی ایک صحابیہ نے فرمایا کہ مسجد نبوی کے گرد جتنے گھر تھے میرا گھر ان میں سب سے بلند تھا ، حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) فجر کی اذان اس پر کہتے تھے وہ پچھلی رات آکر مکان کی چھت پر بیٹھ جاتے اور فجر طلوع ہونے کا انتظار کرتے رہتے جب اسے دیکھتے تو انگڑائی لیتے اور کہتے :۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَحْمَدُكَ وَاَسْتَعِیْنُكَ عَلٰی قُرَیْشٍ
اَنْ یُّقِیْمُوْا دِیْنَكَ قَالَتْ ثُمَّ یُؤَذِّنُ قَالَتْ وَاللّٰہِ مَا

عَلِمْتُہٗ، کَانَ تَرَکَھَا لَیْلَۃً وَاحِدَۃً ھٰذِہِ الْکَلِمَاتِ،

(ابوداؤد شریف کتاب الصلوٰۃ عربی اردو صہ ۲۳۶)

"اے اللہ: مَیں تیری حمد و ثنا بیان کرتا ہوں اور قریش کے مقابلے میں تیری مدد چاہتا ہوں کہ وہ تیرے دین کو قائم کریں۔ وہ فرماتی ہیں کہ پھر اذان کہتے اُن کا بیان ہے کہ خدا کی قسم! میرے علم میں کوئی ایسی ایک رات بھی نہیں جبکہ انہوں نے یہ الفاظ نہ کہے ہوں"۔

اب قابلِ غور بات یہ ہے کہ حضرت بلال نے روزانہ اذان سے پہلے جس دُعا کو ہمیشہ پڑھا اور صحابیہ نے اپنی قسم سے اس عمل کو بیان کیا۔ کیا یہ دُعائیہ الفاظ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور علیہ السلام نے تعلیم فرمائے تھے؟ نہیں بلکہ یہ حضرت بلال کا اپنا عمل تھا اور متصل اذان سے پہلے جس کو نہ تو حضور نے منع فرمایا اور نہ ہی کسی نے غلط فہمی سے اِن دُعائیہ کلمات کو اذان کا جُز قرار دیا۔ پھر جو ایک دُعا حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان سے پہلے پڑھا کرتے تھے یہ جائز ہے اور درود شریف پڑھا جائے تو کس طرح ناجائز ہے جبکہ درُود شریف کے بغیر دُعا زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"میرے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ دُعا زمین و آسمان کے درمیان مُعلق رہتی ہے ذرا بھی اُوپر نہیں جاسکتی تا وقتیکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود وسلام پڑھا جائے۔" اس کو اسحاق بن راہویہ نے روایت

کیا، نیز اس کو ترمذی الواحدی، دیلمی اور قاضی عیاض نے شفا میں بھی اِن سے ملتے جلتے الفاظ سے روایت کیا۔ حافظ سخاوی نے فرمایا ظاہر یہی ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہے"۔

(سعادت دارین امام نبہانی ص۴۹۷)

درود شریف سے ہر کام کا آغاز

اذان کا درود شریف سے آغاز کرنے کا مقصد یہ ہے کہ برکت حاصل ہو، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :-

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کُلُّ کَلَامٍ لَا یُذْکَرُ اللّٰهُ فِیْهِ فَیُبْدَءُ بِهٖ وَبِالصَّلٰوةِ عَلَیَّ فَهُوَ اَقْطَعُ مَمْحُوْقٌ مِنْ کُلِّ بَرَکَةٍ۔

(جلاء الافہام ابن قیم ص۲۶۱)

(سعادت دارین ص۵۰۷)

"حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ ہر وہ کلام جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور مجھ پر درود پڑھ کر شروع نہ کیا جائے ہر قسم کی برکت سے خالی ہے"۔

اس حدیث کو امام ابن تیمیہ کے شاگرد منکرین صلوٰۃ (وہابیہ) کے پیشوا امام ابن قیمؒ نے اپنی کتاب جلاء الافہام کے مندرجہ بالا صفحہ پر نقل کیا ہے۔

دوسری روایت۔

كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَءُ فِيهِ بِذِكْرِ اللّٰهِ ثُمَّ بِالصَّلٰوةِ عَلَيَّ فَهُوَ أَقْطَعُ۔ (مقدمہ سعادت دارین ص۱۳ امام نبہانی)

یعنی ہر بامقصد کام جو اللہ کے ذکر اور پھر مجھ پر درود سے شروع نہ کیا جائے وہ ہر بھلائی سے خالی ہو جاتا ہے۔

اور چھٹی صدی ہجری کے نہایت ہی جلیل القدر محدث حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ الشفا شریف جلد اول صفحہ ۱۲ پر حدیث قدسی نقل فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:-

جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي،

حبیب! میں نے آپ کا ذکر اپنے ذکر سے بنایا ہے تو جس نے تیرا ذکر کیا اس نے میرا ہی ذکر کیا۔"

تو جب سرکار کا ذکر خدا کا ذکر ہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ (الآیۃ) یونہی اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کی بیعت کو اپنی بیعت فرمایا اَلَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ تو کیا حضور کا ذکر اللہ کا ذکر نہ ہوگا، درود سرکار پہ ہوگا ذکر اللہ کا ہوگا۔ لہٰذا اذان سے پہلے درود شریف کا پڑھنا اللہ کے ذکر سے ہی اذان کا آغاز ہوگا جو ہر حال میں جائز ہے ؎

حقیقت میں وہ لطف زندگی پایا نہیں کرتے
جو ذکرِ مصطفیٰ سے دل کو بہلایا نہیں کرتے

اور اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں ؎

ذکر سب پھیکے جب تک نہ مذکور ہو

نمکیں حسن والا ہمارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

لہٰذا اذان سے پہلے درود و سلام کا پڑھنا اذان کی خیرات و برکات حاصل کرنے کیلئے ہے جس کے جائز ہونے میں احادیث مبارکہ کے حوالہ سے کوئی شک باقی نہیں ہے۔ تو اذان سے پہلے پڑھیئے :۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ !

اذان کے بعد درود و سلام

اب رہی بات اذان کے بعد درود شریف پڑھنے کی تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک سنیں :۔

"حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب مؤذن کی آواز سنو تو وہ کہو جو وہ کہتا ہے ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ بِھَا عَشْرًا،

یعنی پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔"

(ابوداود شریف کتاب الصلوٰۃ صہ ۲۳۷)

(مشکوٰۃ شریف صہ ۶۵)

منکرین چونکہ بات بات میں صحاح ستّہ کی حدیث طلب کیا کرتے ہیں۔
لہٰذا اس سے تو کافی حد تک تسلی ہو جانی چاہیئے کہ یہ حدیث ابوداؤد شریف
کی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اذان کے بعد درود شریف
پڑھنے کا حکم دیا ہے لہٰذا پڑھیں اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
تاکہ نجدیت کا زنگ اُتر کر دل صاف ہو جائے۔ اور حافظ سخاوی نے عمرو بن
العاص سے اسی روایت کو مسلم کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ (القول البدیع ص۱۸۶)

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ

کشف الغمہ عن جمیع الامۃ میں فرماتے ہیں :۔
روافض نے مصر میں اپنے دورِ حکومت میں اذان کے بعد خلیفہ
اور اس کے وزیروں پر سلام پڑھنا شروع کر دیا یہاں تک کہ الحاکم
بامر اللہ کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کی بہن کو والی بنا لیا اور اس
پر اور اس کی خواتین وزیروں پر سلام پڑھنے لگے۔
جب بادشاہ عادل صلاح الدین ایوبی برسر اقتدار آئے تو ان
بدعتوں کو ختم کر کے ان کی جگہ تمام شہروں اور دیہات کے مؤذنوں
کو نبی علیہ السلام پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا۔
امر المؤذنین بالصلاۃ والتسلیم علیٰ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم (الی) فجزاہ اللہ خیراً رسول اللہ
اُن کو جزائے خیر دے۔"

قدرے لفظی تبدیلی کے ساتھ یہی بات حافظ جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھی ہے۔

نیز حافظ سخاوی بھی القول البدیع کے صفحہ ۱۹۲ پر لکھتے ہیں کہ :-

مؤذن پنجوقتی فرض نمازوں کی اذانوں کے بعد رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام پڑھا کرتے تھے اِلّا الصبح والجمعۃ فَاِنَّھُمْ یُقَدِّمُوْنَ ذٰلِکَ فِیْھَا عَلَی الْاَذَانِ۔ مگر صبح اور جمعہ کی اذان میں صلوٰۃ وسلام پہلے پڑھا کرتے تھے۔

اور فرماتے ہیں کہ :-

وَقَدِ اخْتَلَفَ فِیْ ذٰلِکَ ھَلْ ھُوَ مُسْتَحَبٌّ اَوْ مَکْرُوْہٌ اَوْ بِدْعَۃٌ اَوْ مَشْرُوْعٌ۔

یعنی اور اس میں اختلاف کیا ہے کہ کیا اذان سے اوّل و آخر صلوٰۃ و سلام مستحب ہے یا مکروہ ہے یا بدعت ہے یا جائز ہے۔

حافظ سخاوی فرماتے ہیں وَاسْتَدَلَّ لِلْاَوَّلِ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَافْعَلُوا الْخَیْرَ۔ (القول البدیع صہ ۱۹۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان وافعلوا الخیر کہ نیکی کرو سے استدلال کیا ہے کہ اذان کے اوّل و آخر صلوٰۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے اور یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام عظیم الشان نیکی ہے خصوصاً جب کہ اس پر ترغیب کے سلسلہ میں احادیث بھی وارد ہیں۔

جَاءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ

حضرت علامہ نبہانی سعادت دارین صہ ۴۶ (اردو) میں فرماتے ہیں کہ :-

"اذان سے اوّل و آخر درود وسلام کی ابتدار سلطان صلاح الدین یوسف بن الیوب کے دورِ حکومت میں اس کے حکم پر ہوئی تھی۔ رہی اس سے پہلے کی بات تو وہ یہ ہے کہ جب حاکم بن عبدالعزیز کو قتل کیا گیا تو اس کی بہن نے حکم دیا کہ اس (حاکم بن عبدالعزیز) کے بیٹے اَلطَّاھِرُ پر سلام بھیجا جائے تو اس پر ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا جانے لگا۔ السّلام علی الامام الطاھر پھر اس کے بعد آنے والے خلفار میں سلام کی رسم چل نکلی یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین الیوبی نے اسے ختم کیا اور اس کی جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام کا طریقہ جاری کیا خدا ان کو جزائے خیر عطا کرے پھر میں نے بعض تواریخ میں دیکھا کہ اوائل شعبان ۷۹۱ھ میں قاہرہ مصر کے موذنوں کو یہ حکم دیا گیا کہ ہر اذان کے بعد اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ چند مرتبہ پڑھا کریں۔"

ہمارے اس موضوع پر گفتگو سے یہ بات دلائل کی روشنی میں ثابت ہوگئی ہے کہ الصّلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ" حرفِ ندار کے ساتھ بصیغہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرنا بالکل جائز ہے اور یہ ایک درود وسلام ہے جو اُمّت کا معمول بہ ہے اور یہ کہ درود وسلام اذان کے اوّل آخر پڑھنا جائز ہی نہیں بلکہ مستحب' باعثِ ثواب ہے اس کو شرک اور بدعت کہنا سراسر زیادتی اور ناانصافی ہے نیز حضور علیہ السلام کی اُمّت کو اس سے روکنا انتشار و افتراق کا باعث ہے۔

اور یاد رہے کہ اسلام میں اتنی جامعیّت ہے کہ یہ ہر دَور کے تقاضوں کو پُورا کرتا ہے۔

شرعی احکامات پر عمل پیرا ہونے میں جتنی غفلت اور سُستی آج پائی جارہی ہے کبھی بھی نہ تھی آج کے دَور میں بالخصُوص نماز جیسے اہم فریضہ میں کہ جس کی فرضیّت واہمیّت اور ادائیگی کو قرآن پاک نے بار بار بیان فرمایا اور اس کی عدم ادائیگی کے ارتکاب پر ہولناک انجام سے خبردار کیا۔ اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے فرمُودات سے اس کو مُوئید فرمایا۔

نیز حضُور نے ترغیب وترہیب وتعذیب سے آگاہ کیا مگر اس مہتم بالشان فریضہ کی ادائیگی میں اتنی ہی لاپرواہی اور بے نیازی برتی جارہی ہے۔ لہٰذا آج کے دَور میں نماز کے اہتمام پر جتنی بھی کوشش کی جائے دُرست ہے۔

جیساکہ لاؤڈ سپیکر پر اذان کا اہتمام تاکہ دور دراز تک نماز کا اعلان پہنچ جائے اور لوگ مصروف ترین زندگی کے روزمرّہ کاروبار کو چھوڑ کر نماز ادا کرنے کے لیئے مسجد میں پہنچ جائیں اور مزید غفلت کو ہٹانے کیلیئے صلوٰۃ و سلام سے پھر اس فریضہ کی ادائیگی کے لیئے یاد دلایا جائے تاکہ ابھی تک جو لوگ اُذان سُن کر نماز ادا کرنے کو نہیں آئے تھے وُہ بھی پہنچ جائیں تو یہ ایک بہترین طریقہ ہے لہٰذا اس کو بدعت وشرک قرار دینا کارِخیر سے روکنا اسلام دشمنی کے مترادف ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شرِ شیطان سے ہر مُسلمان کو محفوظ رکھے اور زیادہ سے زیادہ عملِ خیر کی توفیق عطا فرمائے نیز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ

ہیں التجا ہے کہ ناچیز کی اس کاوش کو قبول فرما کر سرمایۂ آخرت بنائے۔
آمین ثم آمین
بحقِ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

اختتام ترتیب و تحریر — مورخہ ۱۱ ربیع الآخر سنہ ۱۴۱۲ھ
پیر شب دس بجکر چالیس منٹ — مطابق ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۹۹۱ء

ے

ارفع و اعلیٰ ہے شانِ ہمدم
جاری رہے گا فیضانِ ہمدم

احقر العباد

فقیر ابو العتیق غلام نبی ہمدمی کلاسوالہ
ضلع سیالکوٹ

۹۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"ذکرِ پاک خیر الوریٰ" صلی اللہ علیہ وسلم

۱۹۹۱ء

ذکرِ ختم الانبیاء ہے شاہکارِ مغفرت

ہیں قلوبِ مومنین اُمّیدوارِ مغفرت

ہمدمی صاحب کی یہ تصنیف و تالیفِ جمیل

اے قمرؔ ہے بالیقیں "آئینہ دارِ مغفرت"

۱۹۹۱ء

۵ جمادی الثانی ۱۴۱۲ھ — (قمر یزدانی، پنوانہ ضلع سیالکوٹ) — ۱۲ دسمبر ۱۹۹۱ء

زمزم (کمپوزر ایڈ) آفسٹ پرنٹنگ پریس سیالکوٹ فون ۸۲۷۳۶